REGD NO P-57

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے

فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۸ | ۶ ظہور ۱۳۳۸ ہش | ۲۹ محرم ۱۳۷۹ھ | ۶ اگست ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۲

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳ راگست - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

حضرت اقدس ربوہ تشریف لے آئے ہیں رات کا بیشتر حصہ نیند نہیں آئی اور کچھ بے چینی کی حالت رہی۔

احباب اپنے محبوب امام کی صحت کاملہ عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے خصوصی دعاؤں کا سلسلہ التزام سے جاری رکھیں اللہ تعالیٰ حضور کو جلد صحت یاب فرمائے۔

قادیان ۵ راگست محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے اہل وعیال حفظہم اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ آج صبح چھ بجے کی گاڑی سے پاسپورٹ پر چند روز کے لئے پاکستان روانہ ہو گئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر میں سب کا حافظ وناصر ہو اور خیریت کے ساتھ واپس دار الامان لائے۔ آمین۔ محترم صاحبزادہ صاحب بھی تا حال پاکستان میں قیام فرما ہیں۔

قادیان ۵ راگست۔ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی آج صبح چھ بجے کی گاڑی سے پاسپورٹ پر کچھ عرصہ کیلئے پاکستان تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے واپس لائے۔ آمین۔

ہندو مسلم اتحاد

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

(۱)

ضروری نوٹ:- قارئین حضرات کو علم ہے کہ جماعت احمدیہ اپنی ابتداء سے ہی ہندوستان کی مختلف اقوام میں باہمی پریم اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ کیونکہ ملک کی ترقی کا بہت بڑا انحصار اہل ملک کے باہمی اتحاد، اتفاق اور خلوص پر ہے۔ اسی سلسلہ میں جماعت گذشتہ نصف صدی سے قلمی اور لسانی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔

اسی سلسلہ میں نظارت دعوت وتبلیغ قادیان کی طرف سے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا لیکچر "پیغام صلح" مختلف زبانوں میں متعدد بار شائع ہو چکا ہے اور کچھ عرصہ پیشتر "ہندو مسلم اتحاد" کے موضوع پر گورمکھی اور اردو میں دو کتابچے شائع ہو چکے ہیں۔ جن پر ملک کے موقر اخبارات اور قومی لیڈروں نے قابلِ قدر تبصرے کئے ہیں۔

اسی سلسلہ میں "ہندو مسلم اتحاد" کے متعلق ذیل کا مضمون قسطوار شائع کیا جاتا ہے احباب سے درخواست ہے کہ اس مضمون کو بالاستیعاب مطالعہ کر کے اپنی رائے سے نظارت دعوت وتبلیغ کو مطلع فرمائیں تاکہ نظرثانی کے بعد اس کو مناسب ترامیم کے بعد کتابی شکل میں شائع کیا جا سکے۔ (ناظر دعوت وتبلیغ قادیان)

جماعت احمدیہ ساری دنیا میں ایک پُرامن معاشرے کے قیام کی کوشش کر رہی ہے۔ ایسا معاشرہ جس کی بنیاد جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی اقدار پر ہو۔ اس مقدس مقصد کو لے کر جب ہم "اقوام عالم" کی قومی وملی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو روایات وتعلیمات کے سہارے ایک ایسے نقطہ پر پہنچتے ہیں۔ جہاں تمام قوموں کا اتحاد واتفاق نظر آتا ہے۔ افکار وخیالات معاشرت وتمدن اور مذہب ودھرم میں یگانگت نظر آتی ہے۔ وہ قومیں جنہوں نے اپنے خانۂ دل کو آسمانی صحیفوں کے چراغ سے منور کیا ہے۔ اس کی روشنی اور چمک دمک ایک سی معلوم ہوتی ہے۔ البتہ مشاہدۂ حقیقت کے لئے چشم بینا درکار ہے۔

ہم اس تحریر کے ذریعہ اقوام عالم کو اسی شاہدِ حقیقت کی تجلی دکھانا چاہتے ہیں۔ تاکہ "شوق کثرت" جس نے بنی نوع انسان کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے۔ "وحدت" میں تبدیل ہو جائے۔ اور سارے انسان فکر وعمل کی دنیا میں ایک ہی راستہ پر گامزن ہو جائیں۔

اس دور میں ایسی بہت سی باتیں دیکھنے میں آتی ہیں جو جدائی اور دوری پیدا کرنے والی ہیں۔ وطن۔ سیاست اور مذہب جس سے ہر قوم کی "ثقافت" ظہور میں آتی ہے۔ اور جس نے قوموں کی تعمیر میں قابل قدر حصہ لیا ہے۔ آج اس کی بنیاد بھی ایسے نظریات پر رکھی جا رہی ہے۔ جس سے جدائی پیدا ہوتی ہے اور منافرت کی آگ بھڑکتی ہے۔ انسان طبعاً ایک خوشگوار زندگی بسر کرنا چاہتا ہے۔ مگر بعض اوقات محض اس کی "طرزِ فکر" اس کو دکھ درد کی بھٹی میں ڈال دیتی ہے۔ آج دنیا میں جو بہت سے ازموں کے نام سننے جا رہے ہیں۔ یہ کیا ہیں؟ یہ محض "طرزِ فکر" کا اختلاف ہے۔ کمیونزم ہو یا کیپٹل ازم، دونوں کو حقیقۃً ایک مسرت بخش زندگی ہی کی ہے۔ مگر محض "اندازِ فکر" کے اختلاف نے ایک کو دوسرے کا بدخواہ بنا دیا ہے۔ ہم کو مذاہب کی دنیا میں بھی یہی چیز نظر آتی ہے۔ ہر مذہب انسان کو ایک ہی "نقطۂ وحدت" کی طرف لانا چاہتا ہے۔ "پاکیزگی طبیعت" اور "طہارتِ نفس" ہر مذہب کی مشترکہ تعلیم ہے۔ ہر مذہب انسانی مزاج کی اس طور پر تعمیر کرنا چاہتا ہے کہ وہ نفع وضرر نیکی وبدی اور جنت ودوزخ کے درمیان حد فاصل بن کے کھڑا ہو جائے۔ مگر یہ انسان کی بدقسمتی ہے کہ مذہب نے جس فکر صحیح اور مزاج صالح کی نعمت اس کو ودیعت کی تھی۔ زندگی کے سفر یا مذاہب کی "خانہ جنگی" میں وہ نعمت اس کا ساتھ نہ دے سکی۔ اس لئے آج ہر مذہب، دوسرے مذہب کو اجنبیت وغیریت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ جماعت احمدیہ یہی پردۂ غیریت دور کرنا چاہتی ہے۔ اور اس کے لئے قوموں کے شاندار ماضی "پاکیزہ روایات" اور "مقدس ثقافت" کی جستجو کرتی ہے۔ ہمارے نزدیک ہر قوم کے پاس یہ قومی اندوختہ اور ملی سرمایہ موجود ہے۔ ہمارا کام صرف اس متاع بے بہا کا پتہ لگانا ہے۔ ممکن ہے کہ تعصب، غیریت اور اجنبیت کے اس دور میں یہ کام بے فائدہ نظر آئے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ذہنی انقلاب کی رفتار ہمیشہ دھیمی ہی ہوتی ہے ہمیں قوموں کی تقدیر بدلنے کے لئے انتھک کوششوں کی ضرورت ہے۔ یقیناً اس راہ میں خدا کی رحمت اور فطرت کی نیک طاقتیں ہمارا ساتھ دیں گی۔

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کو آزمانا نہ چھوڑ

ہندو مسلم اتحاد ہندو مسلم جن کا "مسئلہ اتحاد" اس وقت ہمارے سامنے ہے یہ دنیا کی دو بڑی قومیں ہیں۔ دنیا کی اڑھائی ارب آبادی میں ہندو اور مسلمان ایک کروڑ کے قریب ہیں۔ یہ دونوں قومیں ایشیا کے علاوہ یورپ افریقہ اور دوسرے براعظموں میں بھی پھیل چکی ہیں۔ یہ جن ممالک میں آباد ہیں ان کی سرحدیں بھی آپس میں ملتی ہیں۔ پھر ان کا جغرافیہ۔ محل وقوع اور طبعی وسائل بھی کچھ ایسے ہیں۔ جن سے ہر مدوجزر کا بین الاقوامی حالات پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ یقیناً ان دونوں کا مسئلہ اتحاد زمانہ کے اہم مسائل میں سے ہے۔ اور اس سے "عالمی مسائل" کے حل کرنے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔

مذہب پرستی جغرافیائی وسیاسی اہمیت کے علاوہ ان دونوں قوموں کو دنیا کے مذاہب میں بھی بڑی اہمیت حاصل ہے یہ مذہبی اقدار کی حامل ہیں۔ ان کے پاس سیاسی وا تقتصادی تعلیمات کے علاوہ اخلاقی وروحانی صحیفے بھی ہیں۔ ان دونوں نے "حوادث زمانہ" کے سمندر میں بہت غوطے کھائے مگر پیغمبروں اور اوتاروں کے مقدس نوشتوں کو ہاتھ سے نہ دیا۔ یہ اپنے حال اور مستقبل کی اپنے "شاندار ماضی" پر تعمیر کرنا چاہتی ہیں۔ اور یہ ایک ایسی امید افزا صورت حال ہے کہ اگر یہ دونوں قومیں اپنی اخلاقی وروحانی طاقتوں کے ساتھ کھڑی ہو جائیں تو بنی نوع انسان کو "بیمار ذہنیت" سے نجات دلائی جا سکتی ہے۔ اور دنیا میں ایک "قدیم معتدل سوسائٹی" کا قیام عمل میں آسکتا ہے (باقی صفحہ ۲ پر)

قادیان میں جماعت احمدیہ کا اڑسٹھواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۸ واں سالانہ جلسہ ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر ۵۹ء کو ہوگا جملہ امراء، پریذیڈنٹ صاحبان ومبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اسکی اطلاع جماعتوں کو پہنچا کر ابھی سے تحریک کرنا شروع کر دیں کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس روحانی اجتماع میں مستفید ہونے کے لئے قادیان تشریف لائیں۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر وپبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ مورخہ ۶ر اگست ۱۹۵۹ء

چولی دامن کا ساتھ

ہندوستان میں یوں تو کئی مذاہب کے پیرو آباد ہیں مگر کثرت تعداد کے لحاظ سے ہندو قوم کے بعد مسلم قوم ہی کا نمبر ہے۔ ہندوستان کی ان دو بڑی قوموں کے باہمی تعلقات صدیوں پرانے چلے آتے ہیں۔ ہر قوم نے اپنے اپنے دائرہ عمل کے لحاظ سے اس ملک کی خدمت و تعمیر میں نمایاں حصہ لیا اور دونوں ہی حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی ایک قوم کو دوسری پر ترجیح دینا بہت بڑی بھول بلکہ اس قوم کے نازک جذبات کے ساتھ کھیلنے کے مترادف ہے۔ جب ملک کے کروڑوں کروڑ اپنی افراد اپنی زندگی اور موت اپنے رنج اور راحت کو اس سرزمین سے وابستہ کر چکے ہیں تو ملکی مفاد کا تقاضا ہے کہ اس کے باشندے کسی صورت میں بھی ملک کے اتحاد و اتفاق کے شیرازے کو بکھیرنے نہ دیں اور سب مل کر اس کی ترقی و سربلندی کے لئے کوشاں ہوں۔ یہ جو ہندو مسلم کی تفریق اس زمانہ میں سمجھی جاتی ہے۔ ہندوستان کی قدیم تاریخ میں اس کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ اس تفریق کا بیج بعض عاقبت نااندیشوں اور عصبیت زدہ لوگوں کے ہاتھوں بویا گیا جو تقسیم کے وقت تلخ پھل لایا۔ اور دونوں قوموں کو ایسا سبق دیا کہ جسے صدیوں تک بھلایا نہیں جاسکتا۔ اس ذاتی تجربہ کے بعد عقلمندی اور دُور اندیشی اسی میں ہے کہ گذشتہ ناخوشگوار واقعات و حالات کا اعادہ نہ ہونے پائے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم سب کی ملی جلی کوششوں سے ہی ملک کو آزادی کی نعمت حاصل ہوئی اور اب جبکہ وطن عزیز کی تعمیر نو کا وقت ہے تو سب کی مشترکہ مساعی اور جدوجہد ہی زیادہ مفید اور ضروری ہے۔ تاکہ ہم آزادی کی اس نعمت سے اچھی کے ساتھ اور برابر مساوی طور پر متمتع ہوسکیں۔ بایں ہمہ اگر کوئی شخص محض مذہبی عقیدہ کو وجہ اختلاف قرار دے کر ملک میں فتنہ و فساد کی آگ سلگانے کی کوشش کرے تو ملکی مفاد کے پیش نظر جہاں اس کی اس ناپاک کوشش کی حوصلہ افزائی درست نہیں وہاں دونوں قوموں کے خوشگوار تعلقات کی استواری اور ایک کو دوسری کے قریب تر لانے کے لئے بعض مثبت خطوط پر جدوجہد کی جانی ازبس ضروری ہے تاکشیدگی اور تلخی کی حالت باہم محبت و صلح سے جلد بدل جائے۔ اس نیک کام کے لئے ہر محب وطن کو مقدار بھر حصہ لینے کی ضرورت ہے اس سلسلہ میں جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے وہ کسی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔ ہمیشہ سے اس کی یہی کوشش رہا ہے۔ کہ ملک کے سبھی باشندے بلا تفریق مذہب و ملت باہم محبت و پریم سے رہیں چنانچہ ہماری جماعت کی طرف سے مختلف اوقات میں وعظ و تلقین کے علاوہ بکثرت کثیر ایسا لٹریچر بھی تیار کیا جاتا ہے۔ جو مختلف قوموں کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کا موجب ہو۔ اس مقصد کے پیش نظر آج کے ایشوع سے ایک مفید مضمون کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ جو ہندو مسلم اتحاد کے عنوان سے دوسری جگہ تفصیلاً پڑھا جا سکتا ہے۔

درحقیقت یہ مضمون اُس امن و صلح کے پیغام کی تفصیل ہے۔ جو آج سے ۵۱ سال قبل حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہندوستان کی ان دو بڑی قوموں کے نام دیا۔ اور ساتھ ہی اُن ہولناک واقعات سے بھی متنبہ کیا جو اس نصیحت پر عمل درآمد نہ کرنے کے نتیجہ میں گذشتہ دنوں اس سرزمین پر رونما ہوئے یا جس آگ کی چنگاری اب بھی وقتاً بعد وقتاً ملک کے کسی نہ کسی حصہ میں بھڑک اُٹھتی ہے۔ اور اس حصہ کے خرمن امن کو برباد کرنے کے ساتھ وطن عزیز کی بین الاقوامی نیک شہرت کو دھبہ لگاتی ہے۔ ان حالات میں ملک کے ہر بہی خواہ کے لئے آپؑ کی زریں نصائح اب بھی ویسی ہی تر و تازہ اور قابل عمل ہیں جیسی آج سے کچھ عرصہ بیشتر تھیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر اس سرزمین پر مختلف مذہبی عقیدہ کے افراد نے رہنا ہے تو ان تجاویز پر عمل پیرا ہوئے بغیر ملک میں پائیدار امن و صلح کی عمارت تعمیر ہونا ناممکن ہے۔ اسی پیغام میں آپؑ نے ہندو مسلم دونوں قوموں کو اتفاق و اتحاد کے فوائد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے جن الفاظ میں خطاب فرمایا وہ یہ تھے :۔

"یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں۔ وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں۔ کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلا وطن کر دیں گے بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی (باقی صفحہ ۹ پر)

ریاست جموں وکشمیر میں جماعت احمدیہ کے مرکزی وفد کا تربیتی دورہ

از جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر بیت المال قائد وفد

(۳)

رسیدگی ماندوجن مورخہ ۸ر جولائی کو مرکزی وفد کئی پورہ سے روانہ ہوا۔ چند گھنٹوں کے لئے کولگام میں رکنا پڑا۔ وہاں پر غیر احمدی بھی ملاقات کو آئے اور تبلیغ کا موقع ملا۔ شام کو بذریعہ بس روانہ ہو کر ماندوجن پہنچے۔ مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب مبلغ سلسلہ مع احباب بس سٹینڈ پر موجود تھے ماندوجن وہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے ماندوجن میں چندہ کے حسابات چیک کئے گئے اور سال حال کا بجٹ تیار کیا گیا۔ بعد نماز عشاء مسجد احمدیہ میں ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں خاکسار اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی و مولوی غلام احمد شاہ صاحب نے تقاریر کیں۔ اور احباب جماعت کو نمازوں کی پابندی۔ درس کے اجراء چندہ جات کی بروقت ادائیگی کی تحریک کی بعد ازاں نئے عہدیداران جماعت کا انتخاب عمل میں آیا۔ جس کی رپورٹ علیحدہ نظارت علیا میں ارسال کی جا چکی ہے۔

روانگی برائے آسنور پروگرام کے مطابق ۱۹ر جولائی کو بعد نماز ظہر ماندوجن سے آسنور کے لئے روانہ ہوئے آسنور ماندوجن سے قریباً چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ نماز مغرب سے قبل آسنور پہنچ گئے مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل صدر آسنور اور احباب جماعت نے اراکین وفد مرکزی کا استقبال کیا

بعد نماز عشاء مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل نے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ مسجد احمدیہ میں تقریر فرمائی۔ جس میں احباب جماعت کو باہمی اتحاد و اتفاق اور سلسلہ کے وقار کو ہمیشہ مدنظر رکھنے کی تلقین کی۔ احباب جماعت اس تربیتی تقریر سے بہت متاثر ہوئے۔

قیام آسنور مرکزی وفد آسنور میں ۲۰ر جولائی تا ۲۲ر جولائی قیام پذیر رہا۔ اس دوران میں جماعت کے چندہ جات کے حسابات چیک کئے گئے۔ اور نئے سال کا بجٹ مرتب کیا گیا۔ نظارت امور عامہ کی طرف سے بعض احباب کے خلاف یہ شکایت تھی۔ کہ رشتہ ناطہ کے معاملہ میں انہوں نے نظام سلسلہ کی پابندی نہیں کی۔ ان معاملات کی تحقیق کی گئی۔

بعض مقدمات کا ثالثی فیصلہ جماعت آسنور ایک پرانی جماعت ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ بستی بھی قریباً سب احمدی ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور بزرگان سلسلہ اس بستی میں تشریف لا چکے ہیں۔ بعض مقامی ذی اثر اور بزرگ احباب کی وفات کے بعد اور مرکز سے باقاعدہ تعلق اور مرکز سے نگرانی نہ ہونے کے باعث احباب جماعت کی تربیت کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکا جس کی وجہ سے کچھ اندرونی اختلافات پیدا ہو گئے اور ان میں سے بعض نے مقدمات کی صورت اختیار کر کے جماعت میں انتشار پیدا کر دیا۔ جس سے جماعت کے وقار کو صدمہ پہنچا۔ چنانچہ اراکین وفد کے پہنچنے پر معلوم ہوا۔ کہ ایک معزز خاندان کے افراد میں عدالتوں میں مقدمہ بازی جاری تھی۔ اُن احباب کو بلایا گیا اور نصیحت کی گئی۔ کہ وہ باہمی صلح صفائی کر لیں اور مقدمات کو عدالتوں سے واپس لے لیں چنانچہ وہ احباب باہمی تصفیہ کر لینے پر تیار ہو گئے۔ اراکین وفد اور مکرم مولوی عبد الواحد صاحب، کو ان تنازعات کے تصفیہ کے لئے ثالث تسلیم کر کے باضابطہ "ثالث نامہ" تحریر کر دیا۔ چنانچہ ہم نے جملہ معاملات کی تحقیقات کر کے مورخہ ۲۴ر جولائی کو اپنا ثالثی فیصلہ سنا دیا۔ اور فریقین کو ہدایت کی کہ وہ اب اس فیصلہ کی پابندی میں جملہ مقدمات کو عدالتوں سے فوری طور پر واپس لے لیں۔ امید ہے کہ فریقین ہمارے فیصلہ کی خوشی سے تعمیل کریں گے۔ خدا کرے کہ اب اس تصفیہ کے نتیجہ میں جماعت کا اتحاد مضبوط ہو۔ اور احباب تربیتی اور تبلیغی اور تعمیری کاموں میں مشغول ہو کر آسنور کی پرانی شان کو بحال کریں۔

تربیتی جلسہ مورخہ ۲۱ر جولائی کو بعد نماز عشاء مسجد آسنور میں خاکسار کی صدارت میں تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حکیم محمد سعید صاحب مبلغ سلسلہ عزیزم سعید احمد (باقی صفحہ پر)

ہمارا جلسہ سالانہ

امسال جلسہ سالانہ دسمبر کے تیسرے ہفتہ میں منعقد ہوگا اس وقت گندم۔ چاول و دیگر اجناس کے سٹاک کی ضرورت ہے کیونکہ موسم پر اجناس عمدہ اور سستی مل جاتی ہیں۔

اسلئے احباب جماعت کو چاہیئے کہ جماعتی ضروریات کے پیش نظر چندہ جلسہ سالانہ ابھی یکمشت ادا فرماویں یا دو تین بڑی اقساط میں ادا کر دیں اور عہدیداران سے بھی درخواست ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی فوری طور پر وصولی کر کے رقوم مرکز بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے تمہیں بڑھانا چاہتا ہے اسلئے تمہیں اپنی قربانی بھی ہر قدم پر بڑھانی پڑیگی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۳۰ دسمبر ۱۹۵۵ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

انسان کے اوپر

تین قسم کے دور

آتے ہیں پہلا دور انسان کے پیدا ہونے اور اس کے ترقی کرنے کا دور ہوتا ہے۔ اس دور میں ہمیشہ آج کی حالت کل کی حالت سے بہتر ہوگی۔ اور آج کی ذمہ واریاں کل سے زیادہ ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج سے ہم جسمانی طور پر ۲۴ گھنٹے مراد نہیں لے سکتے۔ انسانی زندگی کی بڑھوتی میں بعض دفعہ ایک دن چھ ماہ کا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ایک سال کا ہوتا ہے اور بعض دفعہ پندرہ یا بیس سال کا ہوتا ہے۔ اسی طرح انسانی زندگی میں بعض تغیرات ایسے ہوتے ہیں۔ جو تین چار ماہ کے عرصہ میں ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بچپن کی عمر میں پہلا تغیر انسان کے اندر بولنے چلنے اور دانت نکالنے کا ہوتا ہے۔ ان سارے تغیرات کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک محدود وقت میں ہونے لگ جاتے ہیں۔ بعض بچے ایسے ہوتے ہیں جو پہلے بولنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض بچے پہلے چلنے لگ جاتے ہیں۔ ایک غریب سے غریب گھر میں بھی جو بچوں کے لئے گڑیا بھی نہیں خرید سکتا۔ بچہ غوں غوں کرتا ہے۔ تو دوسرے بچے شور مچا دیتے ہیں۔ کہ ننھا غوں غوں کر رہا ہے یا وہ سر اُٹھانے لگ جاتا ہے تو دوسرے بچے شور مچا دیتے ہیں۔ کہ آج ننھا سر اُٹھا رہا ہے۔ الغرض

سارے تغیرات

نظر آتے ہیں۔ لیکن ہمیں نظر نہیں آتے ہم کہتے ہیں کہ فلاں پیدا ہوا۔ اور جوان ہوا۔ درمیانی تغیرات کا علم ہمیں نہیں ہوتا۔ لیکن ارد گرد کے رہنے والے اس کے معمولی معمولی تغیرات کو بھی محسوس کرتے ہیں۔ مثلاً بچہ غوں غوں کرتا ہے تو ارد گرد والے کہتے ہیں ننھا غوں غوں کر رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کل تک اس نے غوں غوں نہیں کیا تھا۔ یا اگر بچہ منہ میں انگوٹھا ڈالتا ہے تو اس کے قریب رہنے والے کہتے ہیں ننھے نے اپنا انگوٹھا منہ میں ڈالا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔

کہ یہ ترقی اس نے آج کی ہے۔ کل تک اس نے منہ میں انگوٹھا نہیں ڈالا تھا۔ پھر ایک اور زمانہ آتا ہے۔ جب بچہ اپنا سر اُٹھانے لگ جاتا ہے۔ اور گرد والے اس کے اس تغیر کو بھی محسوس کرتے ہیں۔ جس وقت بچے کے اعصاب مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اور وہ لوگوں کو ارد گرد چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ بھی اپنی گردن اونچی کرتا ہے۔ اور قریب لیٹنے والے بچے شور مچاتے ہیں کہ آج ننھے نے گردن سیدھی کی ہے۔ اس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ آج سے قبل اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔ یہ ترقی اس نے آج کی ہے۔ پھر بچہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ بیٹھنے لگ جاتا ہے۔ اور اپنی کمر ایک حد تک سیدھی کر لیتا ہے۔ تو بچے شور مچاتے ہیں کہ ننھا بیٹھ گیا ہے۔ اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اس نے یہ ترقی آج کی ہے۔ پھر ان تغیرات کے ساتھ ساتھ

حالات میں بھی تغیر

ہوتا ہے۔ جب بچہ اتنی چھوٹی عمر کا ہوتا ہے کہ وہ صرف چارپائی پر لیٹا رہے۔ تو ماں کو چوبیس گھنٹے اس کا خیال رکھنا پڑتا ہے اور یہ خیال بھی صرف اس حد تک ہوتا ہے جس حد تک بچے کے لیٹنے کا سوال ہوتا ہے۔ پھر بچہ کچھ بڑا ہو جاتا ہے۔ اور اپنے منہ میں انگوٹھا ڈالنے لگ جاتا ہے۔ تو جن لوگوں کو توفیق ہوتی ہے۔ وہ اپنے بچوں کو چوسنی دے دیتے ہیں۔ تا وہ اپنے مسوڑھوں کے نیچے دباتا رہے۔ انگوٹھا چوسنے کی خواہش طبعی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت مسوڑھوں میں خراش پیدا ہوتی ہے۔ اور انگوٹھا چوسنا یا چوسنی منہ میں رکھنا دانتوں کے نکلنے اور اُن کے بڑھنے میں مدد دیتا ہے۔ اب یہ چوسنی کا خرچ زائد ہو جاتا ہے پہلے یہ خرچ نہیں ہوتا تھا۔ پھر بچہ اور بڑا ہوتا ہے مثلاً وہ سر اُٹھانے لگ جاتا ہے تو

تکیوں کی ضرورت

پیش آتی ہے۔ تا اس کو سر اُٹھانے میں تکلیف نہ ہو۔ بچہ تکیہ کر اس کے سر کو بلند کر دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح سر اُٹھانے میں اسے سہولت ہو جاتی ہے پھر اس سے بڑا ہوتا ہے۔ تو گدیلوں اور تکیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ تا بچہ بیٹھنے لگ جائے اور جب بچہ اور بڑا ہوتا ہے تو گھر والے اسے ایک دو پہیے کی گاڑی بنوا دیتے ہیں۔ جو بوجھ پڑنے پر آگے چلنے لگ جاتی ہے تاکہ اسی طرح اسے اپنے پاؤں ہلانے اور چلنے کی عادت پڑے۔ اس کے بعد وہ اور بڑا ہوتا ہے تو اس کے

لباس کا خیال

رکھا جاتا ہے۔ ماں باپ سمجھتے ہیں کہ اب اسے پاجامہ شلوار یا تہ بند بنوا دینا چاہیئے۔ سردیوں میں جراب کا استعمال شروع کر دیا جاتا ہے۔ پھر ایک زمانہ بڑھنے کا ایسا آتا ہے جب ہر چھ ماہ بعد

پہلا لباس

چھوٹا ہو جاتا ہے۔ بعض گھروں میں بچے زیادہ ہوتے ہیں وہ عموماً اس قسم کے کپڑے سنبھال کر رکھ لیتے ہیں۔ تا دوسرے بچوں کے کام آئیں۔ قومی ترقیات بھی اسی طرح چلتی ہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک قوم ایک دن میں ہی پیدا ہوئی اور پروان چڑھی ہو۔

قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے

کہ نئی مذہبی قوم اس وقت کھڑی کی جاتی ہے جب دنیا میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسے فرمایا ظھر الفساد فی البر والبحر یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اصل وجہ یہ تھی کہ اس وقت بر و بحر میں فساد پیدا ہو گیا تھا۔ اور یہی حالت ہمیشہ انبیاء کی بعثت کے وقت رہی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا حسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ کہ جب بھی کوئی نبی مبعوث ہوتا ہے۔ تو اس کے خیالات چونکہ رائج الوقت خیالات سے مختلف ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کو وہ مجنونانہ باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس لئے لوگ ان پر مذاق اُڑاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بھلا کوئی شخص اس کی باتوں کو معقول سمجھ سکتا ہے۔ غرض کوئی نئی جماعت خصوصاً الٰہی جماعت اسی وقت بنتی ہے جب

زمانہ میں فساد اور خرابی

پیدا ہو جائے۔ اور جب فساد اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے تو کوئی قوم یکدم نہیں بن سکتی بلکہ اس پر ایک وقت لگتا ہے۔ آخر جب خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کوئی رسول ایسا نہیں آتا جس پر اس زمانہ کے لوگ استہزاء نہیں کرتے تو ظاہر ہے کہ مذاق کسی بڑی قوم کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دو لاکھ میں سے لاکھ ڈیڑھ لاکھ ہوتا یا دو کروڑ میں سے ایک کروڑ یا ڈیڑھ کروڑ لوگ ہو جاتے۔ تو باقی لوگوں میں اتنی ہمت ہی کہاں ہو سکتی تھی۔ کہ وہ ان پر استہزاء کرتے۔ مذاق اسی لئے کیا جاتا ہے کہ وہ قوم دوسروں سے چھوٹی ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ انبیاء کی جماعتوں کو لوگ شرذمۃ قلیلون کہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ چند لوگ ہیں۔ جو ترقی اور بیداری کی خوابیں دیکھ رہے ہیں جن مقاصد کو یہ لوگ پیش کر رہے ہیں ان کے لئے تو ایک مضبوط قوم کی ضرورت ہے۔ یہ چند آدمی اس کام کو کس طرح کر سکتے ہیں۔ غرض

انبیاء کی جماعتیں

ہمیشہ چھوٹی ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ تو ان کی تعداد اتنی قلیل ہوتی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بعض انبیاء کو صرف ایک ایک شخص ملا۔ اب اس ایک شخص کا دوسرے لوگوں پر کیا رعب پڑ سکتا تھا۔ بعد میں یہ جماعتیں آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کرتی ہیں۔ اور ان کے افراد ایک سے دو دو سے تین اور تین سے چار ہو جاتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ سے زیادہ محفوظ تاریخ اور کسی نبی کی نہیں۔ حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کی تاریخیں کسی حد تک محفوظ ہیں۔ لیکن زیادہ تر قابل اعتبار وہی حالات ہیں جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں باقی تاریخ زیادہ روشن نہیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایسی ہے۔ جو ایک

کھلی کتاب کی طرح ہے

جس طرح آپ کو سورۃ فاتحہ ملی جو کھلے مضامین رکھنے والی ہے۔ اسی طرح آپ کو زندگی بھی وہ ملی جو کھلی کتاب کے طور پر تھی۔ آپ نے بیویوں سے پیار کیا۔ تو وہ بھی تاریخ میں موجود ہے۔ آپ نے تھوکا۔ نہایا۔ وضو کیا۔ پیشاب کیا۔ پانی پیا یا کھانا کھایا تو وہ بھی تاریخ میں محفوظ چلا آتا ہے۔ غرض آپ کی تاریخ بھی فاتحہ ہے اور آپ کی زندگی بھی فاتحہ ہے۔ دشمن اگر اعتراض کرتا ہے تو ہم اسے کہتے ہیں کہ تم اسی لئے اعتراض کرتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کھلی کتاب کے طور پر ہے۔ اگر آپ کی زندگی بھی حضرت موسیٰ یا حضرت عیسےٰ علیہما السلام کی زندگی کی طرح بند کتاب کی طرح ہوتی۔ تو تمہیں اعتراض کرنے کا موقع میسر نہ آتا۔ پس آپ کی زندگی پر اعتراضات کی کثرت اس بات کی علامت نہیں۔ کہ آپ پر دوسرے انبیاء کی نسبت زیادہ اعتراضات ہوتے ہیں۔ بلکہ

اس بات کی علامت ہے

کہ آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب کے طور پر ہے۔ ایک عورت نے برقعہ پہنا ہو تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے چہرہ پر چیچک ہے یا نہیں۔ یا وہ کیلوں سے بھرا ہوا ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس کی ایک آنکھ ہے یا نہیں یا وہ بھینگی ہے یا نہیں۔ لیکن اگر کسی کا چہرہ کھلا

ہوا ہو تو لوگ اس پر کئی اعتراضات کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم اس کا مقابلہ ایک برقعہ پوش عورت سے نہیں کر سکتے۔ یعنی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں برقعہ پوش عورت کے مقابلہ میں اس غیر برقعہ پوش عورت پر زیادہ اعتراضات ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی غیر برقعہ پوش عورت کا مقابلہ برقعہ پوش عورت سے کرنے لگے تو وہ پاگل ہے۔ اسی طرح ہم کہیں گے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے۔ جیسے ایک غیر برقعہ پوش عورت کی مثال برقعہ پوش عورت کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ آپ کی زندگی سورج کی طرح ہے۔ اس کا ہر پہلو نظر آ سکتا ہے۔ لیکن دوسرے انبیاء کی زندگیاں بند کتاب کے طور پر ہیں۔ پس آپ کی زندگی

ہمارے لئے ایک نمونہ

ہے جب آپ نے دعوئے فرمایا۔ تو ابتداء میں صرف ایک شخص (یعنی حضرت ابوبکر رضؓ) آپ پر ایمان لایا۔ وہ لوگ جنہوں نے بعد میں اسلام میں بڑے بڑے درجات حاصل کئے۔ ان میں بھی بعض ایسے تھے جنہوں نے ابتدائی زمانہ میں آپ کی سخت مخالفت کی۔ مثلاً خلافت کے زمانہ میں سب سے زیادہ روشن زمانہ حضرت عمر رضؓ کی خلافت کا ہے۔ لیکن آپ بھی ایک عرصہ تک محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے رہے ہیں پھر آپ کے زمانہ میں بھی اور آپ کے بعد بھی

بہترین اسلامی کمانڈر

خالد بن ولید رضؓ تھے۔ لیکن آپ بھی ہجرت کے بعد چھ سال تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ کرتے رہے۔ پھر جب خلافت میں تنزل آیا تو اس کی گری ہوئی عمارت کو سنبھالنے والے معاویہ رضؓ تھے۔ لیکن آپ بھی رسول کریم صلے اللہ وآلہ وسلم کی آخری عمر میں ایمان لائے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی میں صرف ۸۰-۹۰ آدمی آپ پر ایمان لائے تھے بعض کے نزدیک ان کی تعداد ۲۰۰-۳۰۰ تک تھی۔ اب دیکھو ایک شخص ۱۳ سال تک یہ دعوے کرتا رہا کہ وہ ساری دنیا کو فتح کر لے گا۔ وہ یہ اعلان کرتا رہا کہ اس کی جماعت آخر غالب آئے گی۔ اور اس کی پیش کردہ تعلیم دوسری سب تعلیموں پر غالب آئے گی۔ اس کی جماعت میں اگر ۱۳ سال کے لمبے عرصہ میں ۲۰۰ یا ۳۰۰ آدمی داخل ہوگئے تو بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ یہ ایسی چیز نہیں جس کے ذریعہ دنیا کو فتح کیا جا سکے۔ ہاں ایک چیز ضرور تھی اور یہی انبیاء کی

سچائی کی علامت

ہوا کرتی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

نصرت بالرعب مسیرۃ شھر۔

یعنی جہاں ایک مسافر ایک ماہ میں پہنچ سکتا ہے۔ وہاں تک خدا تعالےٰ نے میرا رعب پہنچا دیا ہے۔ چنانچہ آپ کے ابتدائی ۱۳ سالوں میں ہی آپ کی آواز حبشہ، نجد اور ارد گرد کے علاقہ میں پہنچ گئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دیکھ لو۔ آپ کے ماننے والے ابھی ابتداء میں ۵۰-۶۰ ہی تھے۔ لیکن سارے ہندوستان میں ایک شور مچ گیا تھا۔ مکّہ تک سے کُفر کے فتوے آ گئے تھے۔ جہاں تک کیا بدی اور کیا بدی کا شور رہا۔ آپ کے ماننے والے پچاس ساٹھ کی تعداد میں تھے۔ اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ شیر کا بچہ پہلے دن بھی شیر کا بچہ ہوتا ہے۔ اور بھیڑ کا بچہ سال کے بعد بھی بھیڑ کا بچہ ہی ہوتا ہے۔ لوگوں کو اس قلیل جماعت میں بھی

ایک شان نظر آتی ہے

اس لئے دوسرے لوگ اس کے مخالف ہو گئے۔ ایک دفعہ ایک مدعی نبوت نے مجھے لکھا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے آپ کو اتنے خطوط لکھے ہیں اور اتنے رسالے بھیجے ہیں۔ لیکن آپ نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ کم سے کم ان کی تردید کر دیں۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ آپ مجھے مان لیں۔ لیکن اس قدر تو کریں کہ ان کی تردید کر دیں میں نے سمجھا کہ اب اس خط کا جواب مجھے ضرور دینا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے اسے لکھا کہ یہ تردید بھی قسمت والوں کو میسر آتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لو۔ آپ نے دعویٰ کیا تو سارے لوگ آپ کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ لیکن ہم تمہاری کتابوں اور رسالوں کی تردید بھی نہیں کرتے۔ یہ ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ تمہارے ساتھ خدا تعالےٰ نہیں لوگ کہتے ہیں

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

جب کوئی تعلیم پھیلنے والی ہوتی ہے۔ تو اس میں جامعیت پائی جاتی ہے اور لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ اس تعلیم میں وہ خوبیاں موجود ہیں جو دوسرے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیں گی۔ لیکن جس تعلیم میں یہ خوبیاں موجود نہ ہوں۔ اس میں جامعیت نہ پائی جاتی ہو۔ تو لوگ سمجھتے ہیں یہ ردی چیز ہے اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ فرض کرو کہ ایک آدمی ایک انچ کی دھجی اعلےٰ قسم کی ریشم کی لے آئے۔ تو کیا کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ وہ اس سے قمیص تیار کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی خاص مسئلہ لے کر کھڑا ہو جائے یا کسی اقتصادی نکتہ کے متعلق اپنی تعلیم پیش کرے تو چاہے وہ کتنا ہی اعلےٰ

ہر قسم کا مذہب وہی ہو سکتا ہے۔ جس سے زندگی کے ہر شعبہ میں ہدایت ملتی ہو۔ اگر کوئی مذہب

زندگی کے ہر شعبہ میں ہدایت

نہیں دے سکتا تو لوگ اسے قبول نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ تعلیم پیش کی جس میں زندگی کے ہر شعبہ میں ہدایت ملتی تھی۔ آپ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

قرآن کریم کے پیش فرمودہ اصول

کو دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس لئے ہر شخص نے یہ سمجھ لیا کہ اب لوگ اس تعلیم کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ پہلوں کے پاس نہ دونیاں ہیں نہ چونیاں ہیں۔ نہ اٹھنیاں ہیں نہ روپے اور نوٹ ہیں۔ پھر انہیں صراف کیسے کہا جا سکتا ہے۔ صراف کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پاس دونیاں، چونیاں، اٹھنیاں اور روپے وغیرہ موجود ہوں۔ اس کے پاس نوٹ ہوں۔ اشرفیاں ہوں۔ صرف چند پیسے پاس ہونے سے اسے صراف نہیں کہا جا سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آئے تو ابتدائی ۱۳ سالوں میں ۸۰-۹۰ یا بعض روایات کے مطابق ۲۰۰-۳۰۰ لوگ آپ پر ایمان لائے۔ لیکن آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی۔ حبشہ اور نجد تک آپ کی تعلیم پہنچ چکی تھی۔ اور امراء، رؤسا، فقہاء اور بادشاہوں نے آپ کی طرف توجہ شروع کر دی تھی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لو۔ آپ کے

ماننے والوں کی تعداد

ابتداء میں ۵۰-۶۰ تھی۔ لیکن آپ کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ اس کے مقابلہ میں جن لوگوں نے دعوے کیا۔ ان کو اپنے علاقہ سے باہر کوئی جانتا بھی نہیں تھا۔ اس قسم کے لوگوں کو خواہ پچاس ساٹھ مان بھی لیں۔ ان کے متعلق لوگ یہ احساس بھی نہیں کرتے۔ کہ وہ دنیا میں کوئی تغیر پیدا کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے اسلام پر ہر طرف سے اعتراضات ہو رہے تھے کیا یہودیت اور عیسائیت اور کیا ہندو مذہب ہر ایک کے ماننے والے

اسلام پر حملہ آور

ہو رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا مقابلہ کیا۔ اب ہماری یہ حالت ہے کہ کوئی ماں کا بچہ ایسا نہیں جو اسلام پر اعتراض کر سکے۔ اور پھر اس کا جواب نہ دیا جا سکے۔ پس تم نے ترقی کی طرف ایک قدم اُٹھایا ہے۔ بیج تمہارے پاس ہے جو بویا گیا ہے۔ اور پھر وہ زمانہ تمہیں ملا ہے جس میں تمہاری ترقی لازمی ہے جس طرح پانچ چھ سال کا بچہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے بڑھنا نہیں۔ باوجود اس کے کہ اُس کا ارادہ شامل نہیں ہوتا۔ پھر بھی وہ بڑھتا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے تمہارے اندر

ایسی روح پیدا کر دی ہے

کہ تم نے بہر حال بڑھنا ہے۔ چاہے تمہارا ارادہ اور عزم ساتھ شامل ہو یا نہ ہو۔ پھر جس طرح یہ نہیں ہو سکتا کہ پانچ چھ سال کے بچے کا لباس ۸-۹ سال کی عمر کے بچے کو پورا آ سکے۔ اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ تمہارے پچھلے سال کا چندہ اگلے سال کے لئے کافی ہو۔ جب تک تم پہلے سے زیادہ قربانی نہیں کرو گے۔ جب تک تم اپنے چندے کو پہلے سالوں سے زیادہ نہیں بڑھاؤ گے۔ جب تک تم

چندہ دینے والوں کی تعداد

ہر سال بڑھاتے نہیں جاؤ گے۔ تمہارا لباس تمہارے جسم پر بے جوڑ معلوم ہو گا اگر کوئی لمبا شخص کسی چھوٹے بچے کا لباس پہننا چاہے تو اول تو وہ پہنتے پہنتے پھٹ جائے گا۔ اور اگر وہ کسی طرح اُس کو پہن بھی لے۔ تو وہ صرف ناف تک یا اس کے اوپر تک آئے گا۔ باقی جسم ننگا رہ جائے گا۔ اسی طرح تمہارے ساتھ ہو گا۔ اگر تمہاری شہرت کے مقابلہ میں تمہارا کام اور تمہارا چندہ کم ہو۔ تو سب دیکھنے والوں کو تمہارا یہ عیب نظر آئے گا۔

تمہارا کام

آج ہر قوم کے سامنے ہے۔ جس طرح ایک گرتا قد کے برابر نہ ہو۔ تو وہ ہر شخص کو بُرا نظر آتا ہے۔ اسی طرح اگر تمہاری قربانی اور تمہارے چندے تمہارے کام کی نسبت سے تھوڑے ہوں گے۔ تو تمہارا یہ عیب ہر شخص کو نظر آئے گا۔ کوئٹہ میں ایک فوجی افسر میرے پاس آیا اور اس نے کہا میں ایک جگہ پر گیا۔ وہاں آپ کی جماعت کا ایک مبلغ تھا۔ وہ بہت اچھا کام کر رہا تھا۔ لیکن میں نے دیکھا ہے نہ اُسے اچھا لباس میسر تھا اور نہ اچھا کھانا ملتا تھا۔ اور اُسے ہر بڑے شخص سے ملنا پڑتا تھا۔ اگر آپ اُسے اچھا لباس مہیا نہیں کر سکتے اور اچھا کھانا نہیں دے سکتے تو وہ تبلیغ کا کام کیسے کرے گا۔ ایک شخص نے مجھے اس سے پہلے بھی لکھا تھا (شاید وہی شخص تھا جو بعد میں مجھے کوئٹہ میں ملا) کہ سنگاپور سے آیا ہوں۔ وہاں آپ کے مبلغ کام کرتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ انہیں اچھا کھانا اور اچھا لباس نہیں مل رہا۔ وہ فقیروں کی طرح رہتے ہیں۔

ہیں احمدی تو نہیں - لیکن ان کی حالت دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا ہوں کہ آپ کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں - اگر آپ وہاں کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو اپنے مبلغوں کو اچھا کھانا اور اچھا لباس تو مہیا کریں - اس شکایت کرنے والے دوست کو ہمارے مبلغین کا ظاہری لباس اور ظاہری کھانا نظر آیا - اور مجھے یہ شکوہ ہے کہ ہم اپنے مبلغین کو باطنی کھانا بھی مہیا نہیں کر رہے - ہمارے ہر مبلغ کے پاس سینکڑوں کتابوں پر مشتمل ایک لائبریری ہونی چاہیئے - تاکہ وہ ایک وقت میں سو دو سو آدمیوں کو

مطالعہ کیلئے کتب

دے سکے - بلکہ پوری طرح توجہ دلانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پاس ایک ایک کتاب کے دس دس پندرہ پندرہ نسخے ہوں تا ایک ہی وقت میں ایک کتاب سے ایک سے زیادہ آدمی فائدہ اٹھا سکیں اگر ہر شن میں سو کتابیں ہوں - اور ان کے پندرہ پندرہ نسخے ہوں - تو پندرہ سو کتاب تو یہی بن جاتی ہے - پھر کئی لوگ ایسے آ جاتے ہیں - جو تفسیر - حدیث یا کسی اور مضمون کی کتاب لینا چاہتے ہیں - اس لئے اگر ہم صحیح طور پر کام کرنا چاہتے ہیں تو

ہمارے لئے ضروری ہے

کہ ہمارے ہر مبلغ کے پاس دو تین ہزار کتب کی لائبریری ہو - جو شخص ملنے کے لئے آتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے گا اور باتیں سنے گا - اور پھر چلا جائے گا - لیکن اگر ہم اسے کوئی کتاب دے دیں - تو وہ گھر میں بھی اسے پڑھتا رہے گا - اور اس طرح تبلیغ سے وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے گا -

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سنایا ہے کہ

سرحد کے ایک رئیس

خان فقیر محمد خاں صاحب آف چارسدہ مرحوم ایگزیکٹو انجنیئر (بعد میں وہ سپرنٹنڈنٹ انجنیئر ہو گئے) ایک دفعہ مجھے دہلی میں ملے - انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ میرے بھائی محمد اکرم خاں صاحب احمدی ہیں - میں سیر کے لئے انگلستان جا رہا ہوں - انہوں نے چلتے چلتے بعض کتابیں میرے ٹرنک میں رکھ دی ہیں - میری ایک لڑکی کی منگنی ان کے لڑکے سے ہوئی ہے - ویسے بھی مجھے ان کا بڑا ادب ہے کہ وہ میرے بڑے بھائی ہیں - میں نے انہیں کہا - آپ نے کیا کیا ہے؟ میں تو سیر کے لئے جا رہا ہوں ان کتابوں کے پڑھنے کا کہاں موقع ہوگا - مگر وہ مانے نہیں اور کہا کہیں خیال آیا - تو انہیں پڑھ لینا - میں نے کہا اچھا رکھ دو - ولایت جا کر انہوں ......

نے مجھے ایک چٹھی لکھی - اس کے شروع میں لکھا تھا - کہ شاید آپ مجھے نہ پہچانیں میں اپنی پہچان کے لئے لکھتا ہوں - کہ میں وہ ہوں - جو آج سے تین ماہ پہلے آپ سے دہلی کے شاہی قلعہ میں ملا تھا - اور میں نے آپ سے کہا تھا کہ ہماری دو والدہ تھیں - اور ہر ایک والدہ سے ہم دو بھائی ہیں - ان میں سے ایک ایک ہم نے آپ کو دیدیا ہے اور ایک ایک غیر احمدیوں کو دے دیا ہے - اس طرح ہم نے پورا پورا انصاف کیا ہے - روپیہ میں سے اٹھنی آپ کو دی ہے اور اٹھنی دوسرے مسلمانوں کو - اور آپ نے بھی مذاقاً یہ کہا تھا کہ ہم تو اٹھنی پر راضی نہیں ہوتے - ہم تو پورا روپیہ لے کر چھوڑا کرتے ہیں - سو اب میں ایک اور چونی آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں - اور اپنے آپ کو آپ کی بیعت میں شامل کرتا ہوں - انہوں نے لکھا میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میرے بھائی محمد اکرم خاں صاحب نے کچھ کتب میرے ٹرنک میں رکھ دی تھیں - ہم پٹھان ہیں ہم میں

اسلام کی خدمت کا جوش

ہوتا ہے - چاہے ہمیں کچھ آتے یا نہ آتے - ہمارا ارادہ ضرور ہوتا ہے کہ ہم کسی کافر کو ماریں - وہی جوش مجھ میں بھی تھا - جب میں انگلستان پہنچا اور میں نے یہاں مختلف مقامات کی سیر کرنی شروع کی - تو چونکہ میں گورنمنٹ کا عہدیدار تھا - اس لئے مجھے اداروں کے دیکھنے کا موقع بھی ملا - میں نے دیکھا کہ ہمارے ایک کارتوس کے مقابلہ میں ان کے پاس لاکھوں بلکہ کروڑوں کارتوس اور ایک بندوق کے مقابلہ میں لاکھوں بندوقیں ہیں - اور طرح طرح کے ترقی یافتہ ہتھیار ہیں - ہمارے ہاں طیاروں کا نام و نشان نہیں لیکن ان کے پاس بڑی تعداد میں طیارے ہیں پھر اس ملک کے کارخانوں کے مقابلہ میں ہمارے پاس کوئی چیز نہیں یورپ کی اس

ترقی کو دیکھ کر

میرے دل میں مایوسی پیدا ہوئی اور یقین ہو گیا کہ اب اسلام دنیا پر غالب نہیں آ سکتا - اپنی اس کمزوری اور مجبوری کے ہوتے ہوئے ہم اتنے بڑے ترقی یافتہ دشمن کا مقابلہ کس طرح کریں گے - تلوار سے مارنے کے لئے ضروری ہے کہ دوسرا شخص کمزور اور نہتہ ہو - لیکن یہاں تو یہ ہے کہ ہم کمزور اور نہتے ہیں اور دشمن ہم سے کئی گنا زیادہ طاقتور ہے - میری حالت پاگلوں کی سی ہو گئی - کل شام کو گھر آیا تو مایوسی کی حالت میں میں نے گھر والوں سے کہا کہ محمد اکرم خاں نے بعض کتب میرے ٹرنک میں رکھی تھیں وہ دو - شاید ان سے مجھے تسلی مل سکے - اتفاقاً

سے آپ کی کتاب

دعوت الامیر

میرے ہاتھ آئی - اس کے ابتداء میں اتفاقاً یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ اسلام جب شروع ہوا - تو اس کے متعلق کوئی شخص یہ امید نہیں کر سکتا تھا کہ جیت سکے - لیکن ان مخالف حالات کے باوجود

اسلام جیت گیا

پھر جب اسلام جیت گیا - تو کوئی شخص یہ خیال نہیں کر سکتا تھا کہ یہ گر سے گا - لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت سی پیشگوئیاں ایسی موجود تھیں کہ اسلام پر ایک وقت ایسا آئے گا - جب اس کے پاس مقابلہ کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی - چنانچہ وہی ہوا - جس کا پیشگوئیوں میں ذکر تھا - یعنی اسلام باوجود طاقتور ہونے کے تنزل پا گیا - اس کے بعد آپ نے اسلام کی ترقی کے متعلق

بہت سی پیشگوئیوں

کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئیاں پوری ہو گئیں جو اسلام کے تنزل کے متعلق تھیں - تو وہ پیشگوئیاں کیوں پوری نہیں ہوں گی - جو اسلام کے دوبارہ غلبہ کے متعلق ہیں - جن سامانوں کا سو سال پیشتر خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا - رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر آج سے ۱۳۰۰ سو سال قبل کر دیا - جن مایوسی کا نم آج سے ۱۰۰ سال قبل اندازہ بھی نہیں کر سکتے تھے - آج سے ۱۳ سو سال قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ہوشیار کر دیا - آپ نے فرمایا ایک شخص رات کو مومن سوئے گا صبح کو کافر اٹھے گا اور دن کو مومن ہوگا - لیکن رات کو کافر سوئے گا - خان فقیر محمد صاحب نے لکھا کہ میں جوں جوں اس کتاب کو پڑھتا جاتا تھا - سارا نقشہ میرے سامنے آتا جاتا تھا - اور میں نے سمجھ لیا کہ میری مایوسی غلط تھی -

میری بیوی نے کہا - اب تو آرام کرو - کہیں پاگل نہ ہو جانا - مگر میں نے کہا - اب میں کتاب ختم کر کے سوؤں گا - اور ارادہ کر لیا کہ میں اس وقت تک سونے کے لئے اپنے بستر پر نہیں جاؤں گا - جب تک کہ آپ کو اپنی بیعت کا خط نہ لکھ لوں چنانچہ سونے سے پہلے میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں میری بیعت کو قبول کیا جائے - غرض ضروری ہے کہ ہم اپنے مبلغین کو

بڑی تعداد میں لٹریچر

مہیا کریں اور اس کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے - اور میں نے بتایا ہے کہ ہم مالی لحاظ سے کمزور ہونے کی وجہ سے نئے مبلغ نہیں

بھیج سکتے - اسی طرح پرانے مبلغین کے لئے لائبریری کا انتظام بھی نہیں کر سکتے - یہ کام ہم نئے سرے سے کرنا ہے - ہر ملک میں کم از کم ایک ایک کتاب کے سو سو نسخے ہوں تاکہ ایک وقت میں لاکھ ڈیڑھ لاکھ آدمی ہماری کتب پڑھ رہا ہو - اگر ہم اس قسم کا انتظام کریں تو لازمی بات ہے کہ سعید دار سنجیدہ شریف اور

خدا تعالے سے محبت رکھنے والے

لوگ آنے شروع ہو جائیں گے - اور یہ کام بغیر اس کے نہیں ہو سکتا کہ ہمارا قربانی کا قدم ہمیشہ آگے رہے - اگر ہم ایک جگہ پر ٹھک جاتے ہیں تو ہماری وہی مثال ہوگی جیسے ایک نوجوان کو پانچ چھ سال کے بچے کا لباس پہنا دیا جائے وہ لباس یا تو پھٹ جائے گا - اور اگر وہ پہننے میں کامیاب بھی ہو جائے تو نہ صرف سے اوپر ہی رہے گا - اور یہ بے جوڑ لباس نہ تمہیں اپنوں میں عزت دے سکتا ہے اور نہ غیروں میں عزت دے سکتا ہے - اگر تم اپنوں اور بیگانوں میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا

ایک ہی طریق ہے

اور وہ یہ ہے کہ تم حوصلہ اور ہمت سے کام کرو اگر تم خدا تعالے کے رستہ میں خرچ کرو گے تو خدا تعالے تمہیں اور دے گا پس میں تحریک جدید کے مجاہدین سے کہتا ہوں کہ تم سب ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو - دفتر دوم کے متعلق میں نے بتایا تھا کہ اس کی حالت بہت افسوسناک ہے - ان کا قدم پیچھے کی طرف جا رہا ہے - نوجوانوں کو تو بوڑھوں سے زیادہ تیز ہونا چاہیئے تھا - اور ان کا قدم دلیری کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیئے تھا - اگر کوئی شخص مالی لحاظ سے یا ایمان کے لحاظ سے کمزور بھی ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ بناوٹ سے ہی ساتھ چلتا چلا جائے -

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

جب عمرہ کے لئے مکہ تشریف لے گئے اور حدیبیہ کے مقام پر آپ کو روک لیا گیا - تو اس وقت آپ کے اور مشرکین مکہ کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا کہ مسلمان اگلے سال عمرہ کے لئے آ جائیں - اس موقعہ پر مشرکین مکہ قریب کی پہاڑیوں پر چلے جائیں گے - چنانچہ اگلے سال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت عمرہ کے لئے آئے وہ موسم ملیریا کا تھا - مدینہ سے مکہ آتے ہوئے رستہ میں ملیریا کا علاقہ تھا - اسلامی لشکر اس علاقہ سے گذرا تو اس کی اکثریت ملیریا کی وجہ سے بیمار ہو گئی - ملیریا نے مسلمانوں کی ہڈیوں کو کھوکھلا کر دیا - ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ ملیریا کی وجہ سے ہماری کمریں کبڑی سی ہو گئی تھیں - ہم اپنی کمریں سیدھی

نہیں کر سکتے تھے۔ جب ہم طواف کرنے لگے تو مشرکین مکہ جبل ابو القبیس پر چلے گئے تھے۔ اور وہاں بیٹھ کر مسلمانوں کی حالت کو دیکھ رہے تھے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے رشتہ دار تھے۔ معاہدہ کی وجہ سے وہ قریب آکر تو مل نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ چلو دور سے ہی ان کی شکلوں کو دیکھ لیا جائے۔

ادھر مسلمانوں کی یہ حالت تھی

کہ ملیریا کی وجہ سے ان کی کمریں ٹیڑھی ہو چکی تھیں اور ان کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ وہ صحابی کہتے ہیں طواف کرتے ہوئے گھبرا کر چلتا تھا۔ لیکن جبل ابو قبیس کے سامنے آتا تھا تو اپنی کمر سیدھی کر لیتا اور اکڑ کر چلنے لگتا۔ جب اس جگہ سے ہٹ جاتا تو پھر گھبرا کر چلنے لگتا۔ جب میں نے طواف ختم کر لیا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور میرا نام لے کر پوچھا . . . . تم کیا کر رہے تھے۔ تم جونہی ابو القبیس کے سامنے آتے تھے

اکڑ کر چلنے لگتے تھے

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ملیریا سے ہماری ہڈیاں کھوکھلی کر دی ہیں۔ ہم سے سیدھی کمر کر کے چلا نہیں جاتا۔ کافر ہماری حالت دیکھ رہے تھے میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے طواف کرتے ہوئے کوئی کمزوری دکھلائی تو کافر خیال کریں گے کہ ملیریا کی وجہ سے مسلمانوں کی طاقت زائل ہو چکی ہے۔ اور اب وہ ہمارا شکار ہیں۔ چنانچہ جب میں ان کے سامنے سے گزرتا تھا تو اپنی کمر سیدھی کر لیتا تھا۔ اور اکڑ کر چلتا تھا۔ اور جب اس جگہ سے ہٹ جاتا تو گھبرا کر چلنے لگتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکڑ کر چلنا خدا کو سخت ناپسند ہے لیکن اس شخص کا اکڑ کر چلنا خدا تعالےٰ کو بہت ہی پیارا لگا ہے۔ غرض بعض اوقات انسان اپنی کمزوری کی حالت میں بھی

خدا تعالےٰ کا قرب

حاصل کر لیتا ہے۔ اگر تم قربانی کے لحاظ سے کمزور ہو یا مالی لحاظ سے کمزور ہو۔ یا سخاوت کے لحاظ سے کمزور ہو تب بھی یہ دیکھ کر کہ اس وقت اسلام اور احمدیت کو تمہاری قربانی کی ضرورت ہے۔ تم بناوٹ کے طور پر اکڑ کر چلو۔ گو تم دلی طور پر اس قربانی پر ناخوش ہو گے لیکن چونکہ اللہ تعالےٰ کو اس کی ضرورت ہے۔ اس لئے تمہارا بعض سے قربانی کم کر لینا بڑا ایک گناہ ہے تمہارے لئے

نیکی سے بھی بڑھ کر ثواب کا موجب ہو گا۔ کیونکہ تم اسلام کی بنیاد رکھ رہے ہو کہ جو کام آج تم نے تنقض سے کیا ہے۔ آئندہ تم اسے بشاشت سے کرو گے کیونکہ

ہر نیکی دوسری نیکی کا پیش خیمہ ہوتی ہے

جس کام سے نیکی کی توفیق مل جائے اس کے متعلق یہ سمجھ لو کہ وہ درحقیقت نیک کام نہیں تھا۔ اسی طرح ہر وہ کام جو بظاہر صحیح معلوم نہ ہو اگر اس سے کسی نیکی کی توفیق مل جاتی ہے تو وہ بھی ثواب کا موجب ہوتا ہے۔ پس میں جماعت کے احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور زیادہ سے زیادہ وعدے لکھائیں۔ اور پھر انہیں جلد پورا کریں۔ اسی طرح نئے لوگوں کو تحریک کر کے اس تحریک میں شامل کریں۔ تمہارا چندہ ہر سال پہلے سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تمہارا کام ہر سال بڑھے گا جیسے پانچ چھ سال کے لڑکے کا لباس بڑی عمر والے آدمی کو پورا نہیں آتا۔ اسی طرح تمہاری اس سال کی قربانی اگلے سال کام نہیں آسکتی۔ اللہ تعالےٰ تمہیں بڑھا رہا ہے۔ جس طرح ایک بچہ بڑھتا جاتا ہے اور اس کے اختیار میں نہیں ہوتا کہ وہ بڑھنے کو روک سکے۔ اسی طرح تم پر بھی وہ دور آیا ہوا ہے۔ قانون قدرت تمہیں بڑھا رہا ہے پس

تمہاری آج کی قربانی

کل کے کام نہیں آئے گی۔ کیونکہ تمہارا قدم لازماً آگے بڑھے گا اور تمہیں اپنی قربانی بھی لازماً بڑھانی پڑے گی۔ اگر تم اپنی قربانی کو بڑھاتے نہیں تو تمہاری حالت مضحکہ خیز بن جائے گی۔ اگر چھ سال کے بچے کا لباس بڑی عمر والا پہن لے تو کیا تم اس پر ہنسو گے یا نہیں۔ اگر تم یہ دیکھو کہ اٹھارہ سال کا نوجوان جو کرکٹ کا کھلاڑی ہے وہ چوسنی منہ میں لئے پھر رہا ہے تو تم اس پر ہنسو گے یا نہیں۔ اگر تم دیکھو کہ ایک ٹیم کا کپتان جھنجھنا بجانا شروع کر دیتا ہے تو تم اس پر ہنسو گے یا نہیں۔ اگر تم کسی استاد کو دیکھو کہ وہ گڑیا اٹھائے پھرتا ہے تو تم اس پر ہنسو گے یا نہیں۔ اسی طرح اگر تمہیں دنیا دیکھے گی کہ تمہارا کام خدا تعالےٰ نے بڑھا دیا ہے۔ لیکن قربانی تمہاری کل والی ہے تو وہ تم پر ہنسے گی یا نہیں۔ تم اپنی حالت پر قیاس کرو کہ تم دوسروں کا کوٹ چھوڑ لباس پہنے دیکھ کر کیا خیال کرتے ہو۔ پھر تمہارے متعلق دوسرے لوگ کیا خیال کریں گے۔ خدا تعالےٰ تمہارے متعلق کیا خیال کرے گا۔ کیا تم دونوں کی نظروں میں بے جوڑ نہیں بن جاؤ گے اور

پس یہ زمانہ تو تمہارے بڑھنے اور ترقی کرنے کا ہے۔ جسمانی طور پر اگر جوانی کا زمانہ آتا ہے تو لازماً اس کے بعد بڑھاپا آتا ہے۔ لیکن روحانی طور پر

یہ زمانہ تمہارے لئے اس قدر مبارک ہے

کہ اگر تم یہ دعائیں کرتے رہو کہ تم بوڑھے نہ ہو تو تمہارا جوانی کا زمانہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ اگر جسمانی طور پر کوئی یہ کہے کہ میں جوان ہی رہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بوڑھا نہ ہو اور جوانی کی عمر میں ہی مر جائے۔ لیکن اگر کسی قوم کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ ہمیشہ جوان رہے۔ تو اگر وہ کوئی کمزوری نہ دکھائے تو وہ فی الواقع جوان ہی رہتی ہے۔ لیکن

انسانی زندگی کے متعلق

یہ کہنا کہ کوئی جوان ہی رہے بد دعا بن جاتی ہے۔ ایک دفعہ اسی قسم کا ذکر چھڑ گیا تو میں نے بتایا کہ جنگلوں کے لوگ بڑے تنومند اور مضبوط جسم والے ہوتے ہیں . . . . . . کہا جاتا ہے کہ وہ ایک قسم کا دہی تیار کرتے ہیں۔ اس دہی کا وہ کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ وہ بڑے تنومند اور مضبوط ہوتے ہیں۔ پاس ہی ایک زمیندار دوست تھا وہ بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا۔ میرا بھی یہ تجربہ ہے کہ جو شخص التزاماً دہی استعمال کرے وہ نہیں مرتا۔ اس پر دوسرے لوگوں نے اس سے مذاق کرنا شروع کر دیا۔ کہ تمہارا یہ فقرہ کہنے کا کیا مطلب ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے

کہ دہی کھانے والے جوانی کی عمر ہی میں مر جاتے ہیں۔ بوڑھا ہونے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ پس جسمانی زندگی میں ایک

جوان کا بوڑھا ہونا ضروری ہے۔ لیکن روحانی زندگی میں ضروری نہیں کہ کوئی قوم بوڑھی ہو۔ اگر کوئی قوم قربانی کرے اور اپنا معاملہ خدا تعالےٰ سے درست رکھے تو اس پر ہمیشہ جوانی کی عمر رہتی ہے۔ بڑھاپا محض اس کی کمزوری کی وجہ سے آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم کہ جسمانی بڑھاپا تو خود لاتے ہیں۔ لیکن روحانی بڑھاپا کسی قوم پر صرف اس وقت لاتے ہیں۔ جب وہ خود بڑھاپا چاہتی ہے۔ پس

روحانی جوانی

کو تم سینکڑوں لاکھوں بلکہ کروڑوں سال تک قائم رکھ سکتے ہو۔ اور اس کا نمونہ موجود ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اگلے جہان میں جو جنت ملے گی اس میں کوئی بوڑھا نہیں ہو گا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر کوئی قوم روحانی طور پر جوان رہنا چاہتی ہے تو اس پر بڑھاپا نہیں آتا۔ پس اگر تم جوان رہنا چاہتے ہو تمہیں ہر روز اپنی قربانی بڑھانی پڑے گی۔ اگر تمہیں ایسا کرتے ہوئے بشاشت محسوس نہیں ہوتی تو تم خدا تعالےٰ کی خاطر بناوٹ کے طور پر ہی اپنی قربانی کو بڑھاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اگلے سال تمہیں سچے دل سے

خدا کی خاطر قربانی

کرنے کی توفیق مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے کہ تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو تا اس ترقی کے ساتھ ساتھ جو خدا تعالےٰ تمہیں دے رہا ہے۔ تم خدا تعالےٰ اور دنیا کی نظروں میں فیل نہ ہو۔ تمہاری قربانی ہر روز بڑھتی چلی جائے تاکہ تم اپنی ذمہ داریوں کی گاڑی کو برابر کھینچ سکو ÷

(الفضل مورخہ ۲۷ جولائی ۵۹ء)

احساس ذمہ داری

ہر احمدی سال میں کم از کم ایک احمدی بنائے

تبلیغی مساعی کو تیز تر کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو بار بار توجہ دلائی ہے کہ ہر فرد یہ عہد کرے کہ وہ سال میں کم از کم ایک شخص کو ضرور تحریک و تبلیغ کر کے جماعت میں شامل کرنے کی کوشش کرے گا

حضور نے اپنے حالیہ پیغام میں احباب جماعت کو اس طرف پھر توجہ دلائی ہے کہ صرف عزم اور ارادہ کی پختگی کی ضرورت ہے۔ اگر ہم لوگ حضور ایدہ اللہ کے ارشادات کی روشنی میں اپنی مساعی کو تیز کریں تو انشاء اللہ اس کے بہت اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔ اس لئے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ یہ عہد کریں کہ سال میں کم از کم ایک نیا احمدی ہر فرد نے ضرور بنانا ہے۔ ایسے وعدہ کنندگان کی فہرست دفتر ہذا میں آنی چاہیئے۔ تاکہ وقتاً فوقتاً احباب کو یاد دہانی کرائی جا سکے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ متعنا اللہ بطول حیاتہ کی صحت کے متعلق

ڈاکٹری رپورٹوں کا خلاصہ

قادیان ۳ راگست سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے جو ڈاکٹری رپورٹیں ہفتہ زیر رپورٹ اخبار الفضل میں شائع ہوئی ہیں۔ ان کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

نخلہ ۲۵ رجولائی (بوقت دس بجے صبح) کل دن بھر حضور کو کچھ اعصابی ضعف کی شکایت رہی ٹانگ کی درد بدستور رہے جس کے باعث طبیعت گھبراتی رہی رات نیند اچھی آگئی۔ آج صبح سے کچھ بے چینی کی شکایت ہے۔ (ضمیمہ الفضل ۲۶ رجولائی ۱۹۵۹ء)

نخلہ ۲۶ رجولائی (بوقت ساڑھے نو بجے صبح) کل دن بھر حضور کو ضعف کی شکایت رہی ویسے طبیعت میں سکون رہا اور بے چینی نہ تھی رات نیند آگئی اس وقت طبیعت کل جیسی ہے (الفضل ۲۸ ۷/۵۹)

نخلہ ۲۷ رجولائی (بوقت ساڑھے دس بجے صبح) کل دن بھر حضور اقدس کی طبیعت بوجہ عام جسمانی ضعف کے ناساز رہی رات نیند اچھی آگئی آج صبح سے دائیں ٹانگ میں بھی درد شروع ہو گئی ہے جس کی وجہ سے تکلیف اور گھبراہٹ ہے۔ (الفضل ۲۹ ۷/۵۹)

نخلہ ۲۸ رجولائی (بوقت دس بجے صبح) کل دن بھر حضور کو دائیں ٹانگ میں شدید درد کی تکلیف رہی جس کے باعث حضور کی طبیعت بے چین رہی۔ رات بارہ بجے تک اس درد کے باعث حضور سو نہیں سکے۔ اس کے بعد کچھ نیند آگئی۔ اس وقت درد میں قدرے افاقہ ہے (الفضل ۳۰ ۷/۵۹)

نخلہ ۲۹ رجولائی (بوقت دس بجے صبح) کل دن بھر حضور کو ٹانگ میں درد کی شکایت رہی اور اس کے باعث گذشتہ تمام رات حضور بالکل نہیں سو سکے۔ اور اس کی وجہ سے آج طبیعت بہت بے چین رہی۔ جس کی وجہ سے بہت فکر ہے (الفضل ۳۱ ۷/۵۹)

نخلہ ۳۰ رجولائی (بوقت دس بجے صبح) کل شام پانچ بجے تک حضور کی طبیعت ٹانگ میں درد اور گذشتہ رات آرام نہ ملنے کے باعث کافی ناساز رہی مگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت بہتر ہو گئی۔ رات نیند اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی آگئی۔ آج صبح عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے البتہ ٹانگ میں درد باقی ہے گو پہلے سے کم ہے۔

کل رات ڈاکٹر غلام رسول صاحب چیمہ حضور کو دیکھنے نخلہ آئے آج صبح انہوں نے دیکھ کر حضور کی عام طبیعت پر تسلی کا اظہار فرمایا۔ ٹانگ کی درد کے لئے علاج کا مشورہ دیا۔ (الفضل ۱ ۸/۵۹)

نخلہ ۳۱ رجولائی (بوقت ساڑھے دس بجے صبح) کل دن بھر حضرت اقدس کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی ٹانگ میں درد کو بھی کچھ افاقہ رہا لیکن دوپہر کچھ دیر کیلئے اعصابی ضعف کی شکایت ہوئی رات نیند اچھی آگئی۔ آج صبح کچھ بے چینی تھی مگر جلد دور ہو گئی (الفضل ۲ ۸/۵۹)

نخلہ یکم اگست (بوقت ۹ بجے صبح) کل دن بھر حضور کو کچھ اعصابی ضعف اور بے چینی کی شکایت رہی ٹانگ کی درد بھی ابھی باقی ہے رات نیند بھی آگئی مگر صبح چار بجے بہت گھبراہٹ شروع ہو گئی جو دو گھنٹے تک جاری رہی اس کے بعد طبیعت میں کچھ سکون ہوا۔ اس وقت کچھ اعصابی ضعف کی شکایت ہے۔ (ضمیمہ الفضل ۲ راگست ۱۹۵۹ء) احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل شفایابی کے لئے خصوصی دعائیں التزام سے جاری رکھیں۔

اس "دیوانہ" کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھو

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

جیسا کہ میں اپنے بعض مضمونوں میں بیان کر چکا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک رویاء ہے کہ حضور قادیان سے کہیں باہر گئے ہوئے ہیں۔ اور پھر کشمیریوں کی گلیوں سے ہوتے ہوئے واپس اپنے گھر تشریف لے جانا چاہتے ہیں۔ مگر راستہ بہت سخت اندھیرا ہے۔ حتی کہ اپنا ہاتھ تک دکھائی نہیں دیتا اور حضور دیواروں کو ٹٹولتے ہوئے (رجماً بالغیب) چلتے چلے جاتے ہیں اور اس وقت حضور کا ہاتھ ایک دیوانہ کے ہاتھ میں ہے اور حضور بڑے تضرع کے ساتھ یہ دعا فرما رہے ہیں۔ کہ ربِ تجلّ ربِ تجلّ۔ یعنی اے خدا اس تاریکی کو دور کر کے روشنی کر دے اے خدا روشنی کر دے۔ اور حضور کے ساتھ والا دیوانہ بھی یہی الفاظ بولتا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

سو مخلصین جماعت جہاں اور دعائیں کرتے ہیں اس دیوانے کے لئے بھی دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بے نظیر فضل و کرم اور اپنی بے مثال **قوت و جبروت** کے ساتھ اس دیوانے کو جلد پیدا کر دے اور اگر وہ پیدا ہو چکا ہے تو اسے **اپنی پیاری دیوانگی** کے ساتھ جلد ظاہر فرما دے اور اسے اپنی جناب سے [illegible] فرمائے اور اس کی ایسے رنگ میں نصرت فرمائے جس کا اس عجیب و غریب **مکاشفہ** میں اشارہ ہے۔

اور یاد رکھنا چاہئے [illegible] کہ سیاق سباق سے ظاہر ہے۔ اس جگہ **دیوانے** سے کوئی پاگل یا مجنون انسان مراد نہیں بلکہ ایک ایسا شخص مراد ہے۔ جو کسی مقصد کو سامنے رکھ کر اس کے حصول کے لئے گویا دیوانہ وار کوشش کرے اور اپنی ظاہری طاقت و قوت سے بڑھ کر ہمت اور جد و جہد سے کام لے اور اپنی جسمانی اور مادی حد بندیوں کو نظر انداز کرتا ہوا اپنے مقصد کے حصول کے لئے آگے بڑھتا چلا جائے۔ (وما ذالک علی اللہ بعزیز) وعلیہ توکلنا والیہ ننیب۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۲۶ رجولائی ۱۹۵۹ء

مرکزی وفد کا تربیتی دورہ

(بقیہ صفحہ ۲)

صاحب ڈار اور مکرم مولوی محمد شریف صاحب امینی نے تقاریر کیں۔

بالآخر نئے عہدیداران جماعت کے انتخاب اور اسی طرح نائب قائد خدام الاحمدیہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ مکرم مولوی امینی صاحب قیام آسنور میں بعد نماز عشاء درس و تربیتی تقریر فرماتے رہے اور احباب جماعت کو اصلاح نفس، خدمت دین اور پابندی نظام کی برکات کی طرف توجہ دلاتے رہے۔

روانگی برائے رشی نگر حسب پروگرام مرکزی وفد کو رشی نگر ۲۳ رجولائی کو پہنچنا تھا چنانچہ مرکزی وفد ۲۳ رجولائی کی صبح کو آسنور سے روانہ ہوا اور سہ پہر سے ہوتا ہوا قریباً ۱۱ بجے رشی نگر پہنچ گیا رشی نگر کے گاؤں سے باہر احباب جماعت نے اراکین وفد کا استقبال کیا اور اراکین کو ہار پہنائے۔ رشی نگر کی بستی بھی بفضلہ تعالیٰ پوری کی پوری احمدی ہے اور یہ بھی ایک پرانی جماعت ہے۔ رشی نگر کی جماعت کے چندہ کے حسابات کو چیک کیا گیا اور نئے بجٹ کو بھی ترتیب دیا گیا۔

نماز جمعہ ۲۳ رجولائی کی شب کو مسجد احمدیہ رشی نگر میں مولوی شریف احمد صاحب امینی ناظم [illegible] نے ایک تربیتی تقریر فرمائی۔ ۲۴ رجولائی کو نماز جمعہ رشی نگر میں ہی ادا کی گئی۔ رشی نگر میں جمعہ ادا کرنے کیلئے جماعت احمدیہ آسنور، کوریل اور مانلو وغیرہ سے بھی بعض احباب تشریف لائے تھے۔ خطبہ جمعہ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے پڑھا۔ اور جماعت کو اتحاد و اتفاق اور سلسلہ کے لئے مالی قربانیاں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

بعد نماز جمعہ احباب آسنور کے تنازعات و مقدمات کا ثالثی فیصلہ سنایا گیا اور بعد ازاں عہدیداران جماعت کا انتخاب عمل میں آیا۔ نماز عشاء کے بعد مولانا امینی صاحب نے احباب کی خواہش پر پھر ایک تبلیغی تقریر فرمائی۔

روانگی شوپیان مورخہ ۲۵ رجولائی کی صبح کو اراکین وفد رشی نگر سے روانہ ہو کر قریباً گیارہ بجے قبل دوپہر شوپیان پہنچ گئے۔ مکرم حکیم محمد سعید صاحب و مکرم مولوی احمد اللہ صاحب اراکین وفد کا استقبال کیا۔ کچھ عرصہ کے لئے اراکین وفد مکرم حکیم صاحب کے مکان پر ٹھہرے۔ [illegible] بعد دوپہر "مانلو" روانہ ہوئے تاکہ وہاں کی جماعت کے حسابات چیک کرنے کے علاوہ جماعتی تربیتی امور کا جائزہ لیا جا سکے۔

درخواستہائے دعا و اعانت

۱۔ مکرم عبد الغفور صاحب آف خانپور ملکی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۱ رجولائی کو دوسری بیوی میں سے تیسرا فرزند عطا کیا ہے بچے کا نام مبشر احمد رکھا گیا ہے۔ موصوف نے اس خوشی میں مبلغ ۵/- روپیہ برائے مساجد بیرون اور ۲/- روپے برائے اعانت بدر عنایت کئے ہیں۔

تمام احباب زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی و درازی عمر کیلئے و خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار بشیر احمد خادم مبلغ سلسلہ عالیہ گیسو [illegible]

۲۔ اڑیسہ کے ایک غیر احمدی دوست سید سراج الدین صاحب اپنے ایک مقدمہ میں کامیابی کے لئے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ مدولیت الحقاریان اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔

۳۔ مکرم سید نعمت علی شاہ صاحب [illegible] میں سخت بیمار ہیں اور بعض پریشانیوں میں مبتلا ہیں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ موصوف کی صحت کاملہ اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید سجاد احمد [illegible] سرگودھا۔

ہندو مسلم اتحاد

(بقیہ صفحہ اوّل)

ہندو مسلم

اس جگہ ایک اہم بحث ہے جس پر روشنی ڈالنی ضروری ہے۔ وہ یہ کہ ہندو مسلم کی تعریف کیا ہے؟ ہندو کسے کہتے ہیں اور مسلم کسے؟

تو واضح ہو کہ دنیا پر جتنی قومیں آباد ہیں۔ ان کی قومیت کے دو پہلو ہیں۔ قوم کبھی وطن کی طرف منسوب ہوتی ہے اور کبھی اپنے عقائد اور نظریات کی طرف۔ وطنیت کے اعتبار سے ایک ملک کی حدود اربعہ کے اندر بسنے والے مختلف عقائد و خیالات کے لوگ رہتے ہیں۔ ان کی قومیت ایک ہی ہوتی ہے۔ جیسے جاپان۔ چین اور روس کے باشندے۔ خواہ وہ بدھسٹ ہوں یا عیسائی۔ مسلمان ہوں یا مارکسسٹ۔ سبھی اپنے کو جاپانی، چینی یا روسی کہیں گے۔ اور ہندوستان کے رہنے والے ہندو مسلمان۔ عیسائی۔ زرتشتی اور سکھ بھارتی یا ہندوستانی کہلائیں گے۔ "متحدہ قومیت" کا یہی مفہوم ہے۔

لیکن جب قوم کی نسبت عقائد و خیالات کی طرف ہوتی ہے تو پھر ایک ہی ملک کی قومیت میں تنوع آ جاتا ہے۔ اور اہل ملک کی مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ یہ ایک مسلّم قاعدہ ہے۔ اور اس قاعدہ کے مطابق ہونا یہ چاہیئے تھا کہ ہندوستان کی تمام قومیں وطنیت کے اعتبار سے "ہندو یا ہندی" کہلائیں۔ مگر بھارت میں بین الاقوامی دستور جاری نہ ہو سکا۔ اور یہاں "ہندوویت یا ہندو قومیت" کے مفہوم میں ایک تخصیص پیدا ہو گئی۔ یعنی ہندی ادب اور بھارت کے عرف عام میں "ہندوویت یا ہندو قومیت" سے صرف وہ قوم مراد لی گئی۔ جس کی معاشرت و تمدن کی بنیاد "وید اور اپنشد" کی تہذیب پر ہے۔ لفظ "ہندو" جو لغوی طور پر "ہندوستانی" کا مترادف و ہم معنے ہے۔ عرف عام میں تمام ہندوستانیوں پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ بھارتی سنسکرتی یا تہذیب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہند قدیم میں "متحدہ قومیت" کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا تھا۔ اور نہ کبھی بھارت کے علماء نے ایک ایسی قومی اصطلاح کی ضرورت محسوس کی۔

آریہ۔ چینی بدھسٹ وغیرہ

ہندوستان کی وہ "اولوالعزم" قوم جس کو "آریہ" کہتے ہیں۔ اس کی قومیت کی بنیاد بھی نظریات پر ہے۔ آریہ کے دو معانی بیان کئے جاتے ہیں۔ اعلیٰ اور کاشتکار۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے "تلاش ہند" میں ان دونوں معنوں کی توجیہہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ آریہ کے اصل معنے تو اعلیٰ و برتر کے ہیں۔ لیکن اس عہد میں کاشتکاری سب سے اعلیٰ پیشہ سمجھی جاتی تھی۔ اس لئے کاشتکار کو بھی آریہ کہا گیا۔ ہندوستان میں آریوں کے علاوہ اور بھی کئی ایسی قومیں نظر آتی ہیں۔ جن کی قومیت کی بنیاد عقائد و خیالات پر ہے۔ جیسے مہابیر سوامی اور مہاتما گوتم بدھ کے ماننے والے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے "تلاش ہند" میں لکھا ہے کہ:

"ہندوستان کا رہنے والا جینی بدھ
یا جینی سو فی صدی ہندوستانی
تخیل اور تہذیب کی پیداوار
ہے۔ پھر بھی ہم اسے "ہندو"
نہیں کہہ سکتے۔"

(تلاش ہند۔ ہندوویت کیا ہے؟)

یہودی۔ عیسائی اور پارسی

اسی طرح ہندوستان میں ۱۹۰۰ سال سے شامی عیسائیوں کی آبادی موجود ہے۔ یہ آبادی مدراس اور کیرالہ کے علاقہ میں پائی جاتی ہے۔ شہر مدراس میں دو ایسے چرچ ہیں جن سے اس آبادی کی قدامت کا پتہ لگتا ہے۔ یعنی "سینٹ تھامس چرچ" اور "سینٹ تھامس مونٹ"۔ ان دونوں چرچوں کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری جناب تھوما کی شہادت گاہ و مرقد سے ہے۔ ان دونوں چرچوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت علیہ السلام کے یہ حواری "جنوبی ہند" آئے تھے۔ ان کی آمد کی برکت سے اس علاقہ میں عیسائی آبادی قائم ہوگئی۔ اور وہ آبادی ابھی تک چلی آ رہی ہے۔ "تلاش ہند" میں کئی جگہ اس آبادی کا حوالہ دیا گیا ہے۔

ان عیسائیوں کے علاوہ کیرالہ میں شامی "نسطوریوں" کی آبادی بھی موجود تھی۔ پھر ساتویں صدی عیسوی میں زرتشتی اپنے مخصوص عقائد و اعمال لے کر ایران سے ہندوستان آئے۔ اور یہیں کی قومیت اختیار کر لی۔ مشہور سیاح ابن بطوطہ جو سلطان محمد تغلق کے عہد میں ہندوستان آیا تھا۔ اس نے اپنے "سفرنامہ عجائب الاسفار" میں جنوبی ہند کے مشہور "کنگورا" کی نسبت لکھا ہے کہ اس کے باشندے عموماً یہودی ہیں۔ لیکن آج تک ان میں سے کسی قوم کو "ہندو" نہیں کہا گیا۔

پھر پندرھویں صدی عیسوی میں جو ہندو مت کی اصلاحات کا زمانہ کہلاتا ہے۔ عقائد و خیالات کی بنیاد پر یہاں کئی قوموں نے نشوونما پائی جیسے کبیر پنتھی اور خالصہ یا سکھ۔ سکھ قوم کے بانی شری "بابا نانک" نے ایک ہندو گھرانے میں جنم لے کر ہندوؤں کو اسلامی توحید و عقائد سے آگاہ کیا۔ اور "بابا کبیر داس" نے ایک مسلمان کے گھر پرورش پا کر مسلمانوں کو ہندوانہ معرفت اور "راہ سلوک" سے مانوس کیا۔

ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر جمہوریہ ہند "ہندوستان کا مستقبل" میں ڈاکٹر تارا چند کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"کبیر ایک مسلمان کے گھر پیدا ہوئے
تھے اور نانک ایک ہندو گھر۔
پھر بھی وہ اس گداختگی کے
پیداوار ہیں۔ جو باوجود تمام
ظاہری علیحدگی اور پرہیز کے
جاری تھی۔"

(ہندوستان کا مستقبل)

غرض جب ہم قومیت کی تعریف میں "اندرون ہند" کی شہادت ڈھونڈتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندی ادب یا عرف عام میں "ہندو" سے مراد کوئی جغرافیائی حد بندی نہیں بلکہ ہندو صرف اس قوم کو کہتے ہیں جس کی تہذیب کی بنیاد "وید و اپنشد" پر ہے۔ اس لئے آج افریقہ۔ انڈونیشیا ویسٹ انڈیز وغیرہ کے وہ لوگ بھی اپنے کو "ہندو" کہتے ہیں جنہوں نے وہاں کی قومیت اختیار کر لی ہے۔ مگر ان کی تہذیب کی بنیاد "وید اور اپنشد" کی تعلیمات پر ہے۔

بھارتی تہذیب

اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بھارت ایک قدیم ملک ہے۔ یہاں بہت سی تہذیبیں فروغ پا چکی ہیں۔ ابھی تک بھارت کی تاریخ میں "موہنجوداڑو" کی تہذیب سب سے پرانی تہذیب سمجھی جاتی ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ کوئی تہذیب اس سے بھی قدیم ہو۔ اس کے بعد یہاں آریہ آئے اور "وید و اپنشد" والی تہذیب پھیلی۔ یوں تو اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اور بہت سے ادب و تہذیب کی یہاں تخلیق ہوتی رہی۔ دروپدی کی کثرت شوہری بھی آریوں کے بعد ایک غیر آریہ تہذیب کی نشاندہی کرتی ہے۔ آریوں میں "کثرت شوہری" کا دستور نہیں تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ عہد "مہابھارت" میں آریہ تہذیب کسی نئی تہذیب سے متاثر ہو رہی تھی۔ انہیں غیر آریہ تہذیبوں میں سے ایک بودھ تہذیب بھی ہے۔ جو مہابھارت کے ہزار سال بعد بھارت میں پیدا ہوئی۔ مگر یہ صحیح ہے۔ کہ بھارت کے اندر تھوڑے دنوں کے تصادم کے بعد ہر تہذیب پر "ویدک تہذیب" غالب آتی گئی۔ اس لئے جب غیر ملکی تاجروں۔ سیاحوں اور مفکروں نے بھارتی ادب کا مطالعہ کیا تو سب سے پہلے ان کے سامنے ویدک تہذیب ہی آئی۔ انہوں نے اس پر غور کیا اور اسی کو بھارت کا ادب و آرٹ قرار دیا۔ لفظ "ہند" جو آگے چل کر "ہندو" بنا۔ اسی دور تہذیب کی یادگار ہے۔ اس لئے اس لفظ سے اسی تہذیب کے حامل مراد لئے گئے۔ جن کی تہذیب اس وقت تمام تہذیبوں پر غالب تھی۔ ادھر "اندرون ہند" ہندوستانیوں کے دماغ میں ہندی اور "ہندو" کے مفہوم میں تصادم ہو رہا تھا۔ لفظ ہندو کی سنسکرت ترکیب دیکھ کر وہ لوگ جن کی تہذیب کا ماخذ "وید و اپنشد" سے جدا تھا۔ سمجھے کہ یہ لفظ ویدک تہذیب کا ترجمان ہے۔ اس لئے اس کا اطلاق انہیں لوگوں پر ہونا چاہیئے جو وید و اپنشد کو مانتے ہیں۔ اس طرح دن بدن ایک جہت سے لفظ "ہندو" کے مفہوم میں تخصیص پیدا ہوتی گئی۔ اور اس قومیت کا دائرہ محدود ہوتا گیا اور اس سے یہودی۔ عیسائی۔ بودھ اور جینی سبھی خارج ہوتے گئے۔

آریائی اقتدار

اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب سے ہمیں بھارت کے لئے لفظ "ہند" کے استعمال کا پتہ لگتا ہے۔ اس وقت سے بھارت کی سیاست و حکومت پر آریائی تہذیب ہی کا اقتدار نظر آتا ہے۔ اس لئے غیر ممالک نے اس قوم کی تہذیب و نظریات کو بھارتی ادب و تہذیب قرار دیا۔ پھر جوں جوں اس کا دائرۂ اقتدار وسیع ہوتا گیا۔ یعنی دوسری تہذیبیں ویدک تہذیب سے متاثر ہوتی گئیں۔ اس کی قومیت کا مفہوم وسیع ہوتا گیا۔ اور آج ہندوستان میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے علاوہ اور کوئی ایسی قوم نہیں جس کی تہذیب "وید و اپنشد" کی تہذیب سے مغلوب نہ ہوئی ہو۔ اس جہت سے "ہندو قوم" کے مفہوم میں دن بدن وسعت پیدا ہوتی گئی۔ اور غیر ملکی ادب اور نو وارد فاتحوں نے ان تمام قوموں کو ہندو کہنا شروع کر دیا۔ جو ویدک تہذیب کے زیر اثر تھیں۔

ہندوویت

اس اختلاط و امتزاج کا نتیجہ یہ ہوا کہ "ہندو مت" مبہم و غیر معین سا ہو گیا۔ اس کی کوئی منطقی تعریف ناممکن سی ہو گئی۔ اس میں سینکڑوں "مکاتب فکر" ہیں۔ اس میں خدا پرستی اور دہریت دونوں کی گنجائش ہے۔

لیکن ہندوویت یا ہندو مت کا جو سب سے نمایاں پہلو ہے۔ وہ معاشرت کی چند پابندیاں ہیں۔ اور عقائد میں عقیدۂ تناسخ کے آثار کچھ مختلف تاویل و ترجیح کے ساتھ دنیا کے تمام بڑے مذاہب میں ملتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کا عقیدۂ تناسخ ان سب میں ممتاز ہے۔ مذاہب عالم کے مشہور محقق عبدالکریم شہرستانی نے "الملل والنحل" میں لکھا ہے کہ

اما التناسخیۃ الہند
فاشد اعتقادا فی
ذالک (الملل والنحل)

مگر ہندوستان کے اہل تناسخ اپنے اس عقیدہ میں سب سے سخت ہیں۔

نویں صدی عیسوی کے ایک عرب سیاح "سلیمان تاجر" جب چین پہنچے اور وہاں بودھ مت کے ماننے والوں کو دیکھا تو ان کے عقیدۂ تناسخ کے متعلق لکھا کہ یہ وہ عقیدہ ہے جس کی اصل ہندوستان سے ہے۔ وہ اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ:

"چین کے مذہب کی اصل ہندوستان
سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ بدھ کی
مورتیاں ہندوستان ہی نے
چارے سے مہیا کی ہیں۔ ان
دونوں ملکوں کے لوگ "عقیدۂ
تناسخ" میں ایک ہیں۔"

(عرب و ہند کے تعلقات از سلیمان ندوی) (باقی)

امریکہ میں ایک نئے روحانی انقلاب کے آثار

حالات کی غیر معمولی تبدیلی اس امر پر گواہ ہے کہ وہاں احمدیت کے لئے نہایت شاندار مستقبل مقدر ہے

"امریکہ اور اسلام" کے موضوع پر مبلغ امریکہ ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر کا ایمان افروز لیکچر

—— (۱) ——

امریکہ میں احمدیہ مشن کے مبلغ انچارج مکرم ڈاکٹر خلیل احمد ناصر ایم۔ اے پی۔ ایچ ڈی امریکہ میں کم و بیش چودہ سال کامیابی کے ساتھ فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے بعد مورخہ ۱۰ر جولائی کو ربوہ واپس تشریف لائے۔ آپ پہلی مرتبہ ۱۹۴۵ء میں قادیان سے عازم امریکہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد آپ بعض کاموں کے سلسلہ میں مختصر قیام کے لئے تین مرتبہ پاکستان وارد ہوئے پہلی مرتبہ ۱۹۴۷ء میں دوسری مرتبہ ۱۹۵۲ء میں جب آپ "ورلڈ ریلیجنز کانگرس" میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی کے لئے امریکہ سے جاپان تشریف لے گئے تو واپسی پر قادیان اور ربوہ بھی تشریف لائے۔ اسی طرح ۱۹۵۵ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بغرض علاج یورپ تشریف لے گئے۔ اور حضور نے لندن میں مبلغین اسلام کی کانفرنس طلب فرمائی تو اس میں شرکت کی غرض سے آپ امریکہ سے لندن آئے۔ بعد ازاں وہاں سے آپ ربوہ بھی آئے۔ لیکن ہر بار آپ مختصر قیام کے بعد امریکہ تشریف لے جاتے رہے۔ اس طرح امریکہ میں آپ کو کم و بیش چودہ سال فریضہ تبلیغ ادا کرنے کا موقع ملا۔ اسی دوران میں آپ نے وہاں مسلم سن رائز کی ادارت کے فرائض بھی سر انجام دیئے۔ متعدد یونیورسٹیوں اور متعدد سوسائیٹیوں میں کامیاب لیکچر دیئے اور عمدہ لٹریچر پیدا کیا۔

ذیل میں آپ ہی کے ایک لیکچر کا خلاصہ اخبار الفضل سے قارئین بدر کے لئے نقل کیا جاتا ہے:۔

ربوہ ۲۷ر جولائی۔ امریکہ میں احمدیہ مشن کے مبلغ انچارج مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر نے کل نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے بعض شواہد کی روشنی میں اس امر کو بڑی عمدگی سے واضح کیا کہ امریکہ میں احمدیت کا مستقبل بہت درخشندہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس امر کے باوجود کہ امریکہ دنیا کا مالدار ترین ملک ہے اور وہاں کے لوگوں کو اپنے روایتی نظریات کی مزعومہ برتری کا بہت احساس ہے۔ پھر بھی اللہ تعالےٰ اپنے خاص تصرفات کے تحت ان کے دلوں کو اسلام کی طرف پھیر رہا ہے۔ چنانچہ وہاں نہ صرف یہ کہ اسلام کے خلاف نفرت کے گہرے جذبات کم ہوتے جا رہے ہیں بلکہ علی الخصوص علمی طبقوں کی اسلام میں دلچسپی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ آپ نے اس کی متعدد مثالیں دینے کے بعد اس امر پر خاص زور دیا کہ حالات میں یہ غیر معمولی تبدیلی اس امر کا بین ثبوت ہے کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد سرزمین امریکہ میں احمدیت کا جو بیج بویا گیا تھا۔ وہ اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے پھل لا رہا ہے۔ اور خدائی وعدوں کے تحت وہ دن بھی جلد آنے والا ہے۔ کہ جب امریکہ میں ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آئے گا

اسلام کے ساتھ امریکہ کا قدیمی تعلق

مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف یہاں کی وکلاء انجمن کے زیر اہتمام منعقدہ ایک جلسہ میں "امریکہ اور اسلام" کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے جلسے کی کارروائی مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر اعلےٰ ثانی کی زیر صدارت تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی جو مکرم منصور احمد صاحب انڈونیشین نے کی۔ بعد ازاں مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے بتایا کہ ایک لحاظ سے اسلام کے ساتھ امریکہ کا تعلق بہت قدیمی ہے اور وہ اس طرح کہ خود امریکہ کی دریافت میں ایک حد تک مسلمانوں کا ہاتھ تھا۔ اندلس میں مسلمانوں نے علوم و فنون کے جو چشمے جاری کئے تھے یہ ان چشموں کے فیض کا نتیجہ تھا کہ اہل یورپ نے نئی دنیا کی تلاش میں ایسے سمندروں میں جہاز رانی شروع کی جو انہیں بالآخر امریکہ کے ساحل پر لے آئے۔ یہ نئی دنیا جو مسلمانوں کی عطا کردہ رہنمائی کے نتیجے میں دریافت ہوئی آگے چل کر دنیا کی تاریخ پر عرصہ دراز تک بہت گہرے طور پر اثر انداز ہونے والی تھی۔

امریکہ پر اہلِ یورپ کے نظریئے کا اثر

تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا۔ لیکن زمانہ مابعد میں جو مخصوص حالات رونما ہوئے اُن میں اس قدیم تعلق کو فراموش کر دیا گیا۔ صلیبی جنگوں کے زمانے میں یورپ کے پادریوں نے اسلام کے خلاف نفرت کا جذبہ اُبھارنے کے لئے اسلام کی وہ بھیانک تصویر کھینچی کہ الامان و الحفیظ کر دہ گئی۔ اسلام کو علی الاعلان وحشت و بربریت کا مذہب قرار دیا گیا اور مسلمانوں کی ہوس رانی کے سراسر جھوٹے قصے تراش تراش کر انہیں بدنام کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی گئی۔ جب یورپ کے لوگ آباد ہونے کے لئے امریکہ پہنچے تو ان کے سامنے اسلام کی یہی بھیانک تصویر تھی۔ اسلام کے خلاف نفرت و حقارت اور بغض و عناد کا یہ سلسلہ امریکہ میں پہلی جنگ عظیم کے زمانے تک کم و بیش اسی طرح چلتا چلا گیا۔ ان حالات میں وہاں کے لوگوں کو اسلام کا نام سننا بھی گوارا نہ تھا

ایک نئے انقلاب کی بنیاد

بالآخر اللہ تعالےٰ کی مشیت جاری ہوئی اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہاں اسلام کے ساتھ جو ناانصافی ہوتی رہی ہے اس کا سلسلہ ختم ہو اور اسلام کو اس کی اصل شکل میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے چنانچہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اوّلین صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو وہاں بھجوایا تاکہ آپ وہاں اسلام کے حق میں ایک نئے روحانی انقلاب کی بنیاد رکھیں۔ حضرت مفتی صاحب مرحوم رض کو یہ لاثانی خصوصیت حاصل ہے کہ امریکہ میں احمدیت کا بیج بونے کی قابلِ فخر سعادت آپ کے حصے میں آئی عین اُس زمانے میں جب آپؓ وہاں اعلائے کلمہ اسلام کی غرض سے پہلے مبلغ کی حیثیت سے تشریف لے جا رہے تھے۔ عالمی حالات میں ایک زبردست تغیر رونما ہو رہا تھا پہلی جنگ عظیم کے بعد سے برطانیہ کا اثر زائل ہوتا جا رہا تھا اور امریکہ کی طاقت دن بدن بڑھ رہی تھی اور اہلِ امریکہ ان حالات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے مذہب کو بھی زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کی جدوجہد میں مصروف تھے چنانچہ متعدد عیسائی انجمنیں ایسی پیدا ہو چکی تھیں جنہوں نے دنیا کے دور دراز علاقوں میں عیسائیت کی تبلیغ کو اپنا مقصد قرار دے کر ایک نئے جوش اور نئے عزم کے ساتھ اس کام کا آغاز کر رکھا تھا۔ ان حالات میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ امریکہ پہنچے۔ یہ خدائی نصرت اور تائید کا ایک عظیم الشان نشان ہے کہ ایسے مخالف حالات میں اسلام کا ایک مجاہد تن تنہا امریکہ کے ساحل پر اُترا اور اُس نے وہاں احمدیت کا بیج بو کر اس ملک میں احمدیت کی اشاعت و ترقی کی راہ ہموار کر دی ۔ اتنے وسیع اور مالدار ملک میں ایک غریب جماعت کے بھیجے ہوئے غریب مجاہد کے لئے بظاہر حالات یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ یہ عظیم الشان کارنامہ سر انجام دے سکتا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اس کی کامیابی کے خود سامان کئے اور اپنے مخفی تصرفات کے تحت اہلِ امریکہ کے دلوں کو نرم کر کے مائل بہ اسلام کیا۔

اس کے بعد حضرت مولوی محمد دین صاحب وہاں تشریف لے گئے اور آپ نے حضرت مفتی صاحب مرحوم رضؓ کے کام کو جاری رکھا۔ پھر محترم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی مرحوم کو حضور ایدہ اللہ نے وہاں بھجوایا اور آپ کو وہاں ایک لمبا عرصہ کام کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نے اس قدر محنت اور جانفشانی سے احمدیت کے بیج کی آبیاری کی کہ یہ اسی محنتِ شاقہ کا نتیجہ تھا کہ آپ امریکہ سے واپس آنے کے بعد چند سال کے اندر اندر ہی راہیٔ ملکِ عدم ہو گئے۔ پھر مرزا منور احمد صاحب جیسا جانباز مجاہد بھی وہاں پہنچا کہ جس نے فریضہ تبلیغ ادا کرنے میں اپنی جان کی بازی بھی لگا دی اور وہیں زندگانی پا کر شہادت کا درجہ حاصل کیا۔ مرزا منور احمد مرحوم نے وہاں اپنے خون سے احمدیت کے بیج کی آبیاری کی اور اس طرح اس ملک میں احمدیت کے شاندار مستقبل کی داغ بیل ڈالنے میں نمایاں حصہ لیا۔

اہلِ امریکہ کی اسلام میں بڑھتی ہوئی دلچسپی

یہ واضح کرنے کے بعد کہ امریکہ میں تبلیغ اسلام کی ابتداء کس طرح اور کن حالات میں ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر نے امریکہ میں اسلام اور احمدیت کی روز افزوں ترقی اور درخشندہ مستقبل پر بھی روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا اگرچہ اس وسیع اور مالدار ملک کے مقابلے میں ہماری کوششیں حقیر اور ہمارے وسائل حد درجہ محدود ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ وہاں اسلام کی ترقی کے خود سامان کر رہا ہے اور اپنے مخفی تصرفات سے کام لیتے ہوئے لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف پھیر رہا ہے۔ اسلام کے خلاف تعصب کی وہ فضا جو صدیوں پرانے اثرات کے ماتحت وہاں قائم چلی آ رہی تھی۔ اب رفتہ رفتہ دور ہو رہی ہے اور دن بدن وہاں کے علمی طبقوں کی اسلام میں دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جب برطانیہ کی طاقت بالکل ٹوٹ گئی اور آزاد دنیا کی قیادت پورے طور پر امریکہ کے ہاتھ میں آ گئی تو وہاں اس بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ کے زیر اثر علمی ترقی کے دور کا بھی آغاز ہوا چنانچہ متعدد یونیورسٹیوں اور نامور مستشرقین نے اسلام کا گہری نظر سے مطالعہ شروع کیا۔ اور یہ حقیقت ان پر منکشف ہوتی چلی گئی کہ آج تک یورپ میں اور یورپ کے زیر اثر خود امریکہ میں اسلام کے ساتھ سخت ناانصافی برتی جاتی رہی ہے اور اسلام کو اس درجہ بگاڑ کر پیش کیا جاتا رہا ہے کہ جس کی اور کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ چنانچہ دوسری جنگ عظیم کے بعد خدا تعالےٰ کے مخفی تصرفات کے ماتحت اسلام کے حق میں جو خوش آئند تبدیلی وہاں رونما ہوئی ہے اس کا اندازہ ان مقالوں سے بھی لگایا جا سکتا ہے جو اسلام کے متعلق وہاں کے نامور رسالوں میں شائع ہوئے ہیں۔ اس کے ثبوت میں مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے "لائف" میگزین میں شائع (باقی ص ۱۲)

تبلیغی لٹریچر

(از مکرم جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان)

جماعتی جلسوں اور یوم تبلیغ کی تواریخ کا اعلان اخبار میں کیا جا رہا ہے جن جماعتوں یا احباب کے پاس قبل ازیں کافی تعداد میں لٹریچر نہ ہو وہ نظارت ہذا سے جلد از جلد طلب فرما دیں۔ تبلیغی لٹریچر کی فہرست برائے نام قیمت درج ذیل کی جاتی ہے جماعتیں فہرست سے تعین لٹریچر دیکھ کر مطالبہ فرمائیں۔

نمبر شمار	نام کتاب	نئے پیسے	روپیہ
۱	The Holy Prophet Mohammad (P.B.O.H)		5
۲	The Teachings of Islam		1
۳	اسلامی اصول کی فلاسفی	۷۵	-
۴	کشتی نوح	۵۰	-
۵	درثمین (اردو)	۷۵	-
۶	The Life and Teachings of Hazrat Ahmad (P.B.O.H)	20	-
۷	سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۲۰	-
۸	امن کے شہزادہ کا آخری پیغام (اردو)	۲۵	-
۹	" " " (ہندی)	۲۵	-
۱۰	" " " (انگریزی)	۲۰	-
۱۱	Why I Believe in Islam	06	
۱۲	میں اسلام کیوں مانتا ہوں (اردو)	06	
۱۳	Ahmadiyya Movement in India	20	
۱۴	تحریک احمدیت بھارت واسیوں کی نظر میں	۲۰	
۱۵	Islam versus Communism	۱۲	
۱۶	اسلام اور اشتراکیت	۱۲	
۱۷	آسمانی تحفہ (اردو فی سینکڑہ)	۵۰	۱
۱۸	" " ہندی	۷۵	۱
۱۹	" " انگریزی	۷۵	۱
۲۰	" " گورمکھی	-	۱
۲۱	وفات مسیح ناصری پر علمائے مصر کا فتویٰ	۱۲	-
۲۲	جماعت احمدیہ کا عملی نمونہ	۲۰	-
۲۳	الھدیٰ	۳۰	-
۲۴	محمد خاتم النبیین	۲۵	-
۲۵	ضرورت مذہب	۳۱	-
۲۶	آسمانی پیغام	۲۰	-
۲۷	وہی ہمارا کرشن (ہندی فی سینکڑہ)	۷۵	۱
۲۸	What is Ahmadiyyat	۵۰	-
۲۹	A Heavenly Call to the Indian People	20	-

نمبر شمار	نام کتاب	نئے پیسے	روپیہ
۳۰	وہی ہمارا کرشن (بنگالی)	06	-
۳۱	تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک	۵۰	-
۳۲	زمانے کا اوتار (بنگالی)	۰۶	-
	An Objective Approach to the Present Day Economic & Social Problems (by A. Hamid Ajiz B.A.)		-
۳۳	عقائد و تعلیمات جماعت احمدیہ	۹۲	-
۳۴	Our Faith (by A.H. Ajiz B.A.)	۲۰	-
۳۵	سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ	-	۱
۳۶	جونیں چنگل (گورمکھی)	-	۱
۳۷	احمدیت کا پیغام (از حضرت امام جماعت احمدیہ)	۳۷	-
۳۸	حقیقی اسلام (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب)	۵۰	-
۳۹	Life & Work of Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad	-	۱
۴۰	Life & Teachings of the Holy Prophet Mohammad (P.B.O.H)	۵۰	-
۴۱	موجودہ زمانے کا اوتار	۵۰	-
۴۲	موعود اقوام عالم	-	۱
۴۳	میری والدہ (از سر محمد ظفر اللہ خان)	۵۰	-
۴۴	لائف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (اردو)	-	۱
۴۵	جماعت احمدیہ کا عقیدہ (کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا انسان نہ اب تک پیدا ہوا نہ قیامت تک پیدا ہوگا) (خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)	۵۰	-
۴۶	مذہب اور سائنس (ہستی باری تعالیٰ)	۵۰	-

محصول ڈاک و خرچ پیکنگ بذمہ خریدار

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

۱۵ جولائی ۱۹۵۹ء تک سو فیصدی وعدہ جات ادا کرنیوالے مجاہدین

تحریک جدید دفتر اول سال ۲۵ و دفتر دوم سال ۱۵ کے جن مجاہدین کے وعدہ جات ۱۵ جولائی تک ادا ہو چکے ہیں ان کے نام سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت عالیہ میں برائے دعا پیش کئے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی قربانی قبول فرماوے اور انہیں خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

تحریک جدید کے موجودہ مالی سال میں سے ۹ ماہ گذر چکے ہیں۔ مگر وصولی چندہ کی رفتار غیر تسلی بخش ہے بے شک اکثر دوستوں نے سال کے آخر پر اپنے وعدہ جات کی ادائیگی کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن اب تو سال میں سے صرف تین ماہ باقی رہتے ہیں۔ اس لئے بطور یاد دہانی تحریر خدمت ہے کہ احباب جماعت کوشش کر کے جلد اپنے اپنے وعدہ جات کی سو فیصدی ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

۱۵ جولائی ۱۹۵۹ء تک سو فیصدی وعدہ تحریک جدید ادا کرنے والے احباب کی فہرست

دفتر اول سال ۲۵

۱۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب قادیان ۷۷،۰۰
۲۔ " محمد ابراہیم صاحب غالب " ۱۵،۳۷
۳۔ " ممتاز احمد صاحب ہاشمی " ۶،۲۷
۴۔ " عبدالعظیم صاحب " ۱۱،۷۵
۵۔ " قریشی عطاء الرحمٰن صاحب " ۶،۵۰
۶۔ اہلیہ مرحوم " ۶،۵۰
۷۔ " حاجی محمد دین صاحب " ۴۳،۱۲
۸۔ " مولوی محمد حفیظ صاحب " ۱۴،۱۲
۹۔ " محمود احمد صاحب عارف " ۱۳،۲۵
۱۰۔ " مولوی خورشید احمد صاحب " ۱۰،۰۶
۱۱۔ والدہ " ۹،۵۶
۱۲۔ " مرزا محمد زمان صاحب " ۶،۰۰
۱۳۔ " محمد احمد صاحب نسیم " ۱۱،۰۰
۱۴۔ " افتخار احمد صاحب اشرف مع والدہ " ۱۷،۰۰
۱۵۔ " مولوی ابوالوفا صاحب مالاباری " ۲۷،۰۰
۱۶۔ اہلیہ صاحبہ مستری ہدایت اللہ صاحب " ۶،۰۹
۱۷۔ والدہ اہلیہ " " ۵،۰۹
۱۸۔ " حکیم مولوی محمد دین صاحب مبلغ " ۵۵،۰۴
۱۹۔ مکرم محمد عثمان مرحوم والد محمد عبداللہ صاحب بی۔ایس۔سی حیدرآباد ۵،۰۰
۲۰۔ " محی الدین صاحب غوری " ۹،۰۰
۲۱۔ " والدہ " " " ۸،۶۲
۲۲۔ " سید محمد مصطفیٰ حسین صاحب ۶،۲۵
۲۳۔ " سیٹھ عبداللطیف صاحب ۱۴،۰۰
۲۴۔ " حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد ۱۰۰،۰۰
۲۵۔ اہلیہ صاحبہ " " ۵۰،۰۰
۲۶۔ ہاجرہ بیگم اہلیہ رشید الدین محمد صاحب ۱۳،۰۰
۲۷۔ " غلام قادر صاحب شرق ۱۴۱،۰۰
۲۸۔ " سیٹھ عبدالحی صاحب یادگیر ۱۰۱۰،۰۰
۲۹۔ " مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل " ۲۴،۰۰
۳۰۔ اہلیہ صاحبہ " ۵۹،۰۰
۳۱۔ " میاں نصیر احمد صاحب بانی کلکتہ ۳۰،۰۰
۳۲۔ " میاں شریف احمد صاحب بانی " ۳۰،۰۰
۳۳۔ " میاں منیر احمد صاحب بانی " ۳۰،۰۰
۳۴۔ " امام علی صاحب اودھے پور کٹیا ۱۷،۰۰
۳۵۔ " سید فضل احمد صاحب پٹنہ ۱۸۲،۰۰

۱۵ جولائی ۱۹۵۹ء تک سو فیصدی وعدہ تحریک جدید ادا کرنے والے احباب کی فہرست

دفتر دوم سال ۱۵

۱۔ مکرم عبدالرشید صاحب نیاز قادیان ۵،۰۰
۲۔ " نذیر احمد صاحب ٹیلر " ۶،۱۲
۳۔ " عبدالرحمٰن صاحب نیاز " ۵،۸۸
۴۔ اہلیہ شیخ عبدالحمید صاحب عاجز " ۸،۰۰
۵۔ " مستری محمد دین صاحب " ۵،۹۴
۶۔ " محمد یوسف صاحب گجراتی " ۶،۰۶
۷۔ " شاہ محمد صاحب " " ۶،۰۰
۸۔ اہلیہ فضل الرحمٰن صاحب " ۶،۰۰
۹۔ " محمد رمضان صاحب گجراتی " ۲۶،۵۱
۱۰۔ " چوہدری عبدالحق صاحب " ۱۲،۷۵
۱۱۔ مولوی محمد احمد صاحب " ۶،۰۶
۱۲۔ اہلیہ محمد شریف صاحب گجراتی " ۵،۰۶
۱۳۔ " صوفی غلام احمد صاحب " [illegible]
۱۴۔ اہلیہ صاحبہ " ۵،۰۶
۱۵۔ اہلیہ ذبیح اللہ محمد صادق صاحب " ۲،۵۰
۱۶۔ اہلیہ ذبیح اللہ خلیل الرحمٰن صاحب " ۶،۵۰
۱۷۔ اہلیہ حاجی محمد دین صاحب " ۱۱،۱۲
۱۸۔ والدین " " ۱۰،۸۷
۱۹۔ " حلیم محمد دین صاحب مبلغ ۱۰،۵۶
۲۰۔ اہلیہ حکیم محمد سعید صاحب مبلغ کشمیر ۵،۰۰
۲۱۔ والد گیلانی بشیر احمد صاحب قادیان ۵،۰۶
۲۲۔ اہلیہ مولوی محمد حفیظ صاحب " ۹،۱۲
۲۳۔ " شیخ محمد ابراہیم صاحب " ۱۶،۷۵
۲۴۔ بیگمان مولوی بشیر احمد صاحب باخرد " ۵،۳۸
۲۵۔ اہلیہ مرحومہ قاضی رشاد بخت صاحب " ۵،۰۰
۲۶۔ مکرمہ اہلیہ سیٹھ حمید احمد صاحب حیدرآباد ۱۵،۰۰
۲۷۔ " رشید احمد ابن " " " ۵،۵۰
۲۸۔ " نصیرہ بیگم بنت " " ۱۰،۰۰
۲۹۔ " محمد صادق صاحب محمد زمان " ۳۲،۲۵
۳۰۔ اہلیہ عبدالسلام صاحب " ۹،۷۵
۳۱۔ " بشیر الاسلام ابن " " ۹،۲۵
۳۲۔ فوزیہ سلطانہ بنت " " ۶،۷۵
۳۳۔ عبدالباسط ابن " " ۶،۷۵
۳۴۔ اہلیہ محی الدین صاحب غوری " ۲۸،۰۰
۳۵۔ " غلام دستگیر صاحب " ۹،۰۰
۳۶۔ اہلیہ غلام قادر صاحب شرق سکندرآباد ۲۴،۰۰
۳۷۔ " سید خلیل احمد صاحب شموگہ ۹،۲۵

۳۸ - مکرمہ اہلیہ سید مدار صاحب شموگہ ۱۰-۵۰
۳۹ - " امتہ المنیر بیگم صاحبہ یادگیر ۱۵٫۰۰
۴۰ بچگان " " ۷٫۰۰
۴۱ - مکرم محمد عبد القیوم صاحب بنگال ۱۲-۵
۴۲ " عبد المنان صاحب ڈار آسنور ۱۲٫۰۰
۴۳ - ایم منور احمد ابن ایم عثمان صاحب ساگر سراب ۷٫۲۵
۴۴ - آمنہ بی والدہ " " " ۶٫۰۰
۴۵ - " عبد الرحمٰن صاحب " ۹٫۰۰
۴۶ - " نور احمد صاحب " ۷٫۰۰
۴۷ " محمود احمد صاحب " ۶٫۵۰
۴۸ اہلیہ و بچگان ایم عثمان صاحب " ۵٫۲۵
۴۹ - " انصار شریف صاحب مدراس ۵٫۰۰
۵۰ اہلیہ حاجی عبد القدوس صاحب شاہجہانپور ۸٫۵۰
۵۱ - " حفیظہ خاتون بنت " " ۵٫۱۲
۵۲ - اہلیہ محمد عقیل صاحب " ۸٫۰۰
۵۳ " طریفہ خاتون بنت " " ۵٫۵۱
۵۴ - " مہر جہاں " " ۵٫۵۱
۵۵ " اہلیہ محمد صادق صاحب " ۷٫۵۰
۵۶ " اہلیہ محمد فاروق صاحب " ۷٫۰۰
۵۷ " اہلیہ ڈاکٹر محمد عابد صاحب " ۸٫۰۰
۵۸ - " اسرار محمد صاحب سالڈ ۴۳٫۰۰
۵۹ - " انوار محمد صاحب " ۴۳٫۰۰
۶۰ - مکرمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ راڈھ ۹٫۰۰
۶۱ " مکرم شہاب احمد صاحب مع اہلیہ آڑہ ۸۰٫۰۰
۶۲ - " عبد الحفیظ صاحب کرعل ۶٫۰۰
۶۳ - " منشی عبد اللطیف صاحب سردار نگر ۱۷٫۰۰
۶۴ - خورشید جہاں اہلیہ بشیر الدین احمد صاحب بیگو سرائے ۲۴٫۵۰
۶۵ - تراب الدین احمد مرحوم " ۱۱٫۰۰
۶۶ - زہرہ بی بی صاحبہ کیرنگ ۵٫۲۵
۶۷ - " منشی خان صاحب " ۵٫۵۰
۶۸ " امیرہ بی بی صاحبہ " ۵٫۰۰
۶۹ - " ایس مبارک احمد صاحب بمبئی ۵٫۰۰
۷۰ - " سی برکت اللہ صاحب کوڈالی ۵٫۰۰
۷۱ - دی سعیدہ بی بی صاحبہ " ۵٫۰۰
۷۲ - عبد العزیز گنائی رشی نگر ۵٫۰۰
۷۳ - میر غلام محمد صاحب یاڑی پورہ ۶٫۲۵
۷۴ - اہلیہ " " ۶٫۲۵
۷۵ - بچگان " " ۱۱٫۲۵
۷۶ - سلیمہ بیگم مع بچگان لبنا ۱۰٫۰۰
۷۷ - غلام زینب صاحبہ " ۵٫۰۰
۷۸ - منشی فیروز الدین صاحب جموں ۵٫۰۰
۷۹ - فضل الرحمٰن صاحب چودمار ۶٫۰۰
۸۰ - میر باز خان صاحب بھدرواہ ۵٫۰۰
۸۱ - شمس الدین صاحب گنٹھلہ ۵٫۷۵

درویش فنڈ

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خاص توجہ کیلئے

احباب کو بخوبی علم ہے کہ جو درویش دنیا بھر کے احمدیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اور بالخصوص احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے فرض کی بجا آوری میں "دیار حبیب" کو آباد رکھنے کے جذبہ کے تحت قادیان میں ٹھیرے ہوئے ہیں اور انتہائی تنگی اور مالی مشکلات کے باوجود قادیان میں سکونت پذیر ہیں۔ ان درویشوں کے لئے موجودہ حالات میں قادیان اور اسکے گردو نواح میں کوئی ایسا کاروبار نہیں ہے جس سے ہمارے درویش بھائی اپنے اخراجات خود پورے کر سکیں۔ سوائے چند افراد کے جو قلیل آمد پیدا کر رہے ہیں۔ باقی سب درویشوں کی جملہ ضروریات (قیام۔ طعام۔ لباس وغیرہ) کا بار صدر انجمن احمدیہ کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ اگرچہ یہ درویش بھائی بھی دوسرے لوگوں کی طرح دور دراز علاقوں میں جا کر کاروبار کر کے بہتر ذریعہ آمد اپنے لئے پیدا کر سکتے ہیں لیکن دیار حبیب اور اپنے مقدس مرکز کو آباد رکھنے کے مقصد کے پیش نظر ان کا قادیان میں رہائش رکھنا نہایت ضروری ہے۔ احباب اور عہدیداران سے گذارش ہے کہ جس طرح ابتدائی سالوں میں انہوں نے "تحریک درویش فنڈ" میں بڑھ چڑھ کر چندے بھجوا کر اس فنڈ کو مضبوط بنایا تھا۔ اب اسی رفتار سے احباب جماعتوں سے اس تحریک میں وصولی نہیں ہو رہی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں درویشوں کو انتہائی مالی مشکلات میں سے گذرنا پڑ رہا ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کو بھی چندہ جات کی آمد کے مقابل پر بہت زیادہ اخراجات کرنے پڑ رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے سالہا سال سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا بجٹ آمد و خرچ غیر متوازن چلا آرہا ہے۔ چونکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالٰی بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ

"ہر مخلص احمدی کا فرض ہے۔ کہ قادیان کے درویشوں کی ضرورت کا خیال رکھے"

اسلئے میں احباب کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالٰی کا مذکورہ بالا ارشاد یاد دلاتے ہوئے درخواست کرتا ہوں کہ جس طرح احباب سلسلہ کی دوسری تحریکات میں حصہ لیتے ہیں۔ اس اہم اور ضروری تحریک میں بھی ہر ماہ باقاعدگی سے چندہ بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

یوم التبلیغ

از مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ تکمیل تبلیغ کا ہے۔ اس لئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنے عزیزوں، احباب، ہمسایوں، اور ملنے والوں کو تبلیغ کرتا رہے۔ اس انفرادی تبلیغ کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ ایک عرصہ سے "یوم تبلیغ" بھی مناتی ہے کہ جس دن جملہ افراد جماعت منظم طور پر تبلیغ کا کام اپنے باقی کاموں کو چھوڑ کر کرتے ہیں۔ اس سال ۱۷ر جنوری ۱۹۶۰ء بروز اتوار یوم تبلیغ منانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس لئے جملہ عہدیداران تبلیغ سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ جملہ عہدیداران جماعت اور مبلغین کے مشورہ و تعاون سے سیکرٹریان تبلیغ مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھ کر یوم تبلیغ منانے کی کارروائی کی تکمیل فرمائیں۔

۱ - افراد جماعت کے مختلف گروپ بنا لئے جائیں۔ ایک گروپ چار یا پانچ افراد کا ہو۔ اس سے کم کا گروپ بھی بنایا جا سکتا ہے۔ ہر گروپ کا ایک انچارج مقرر کر دیا جائے۔

۲ - تبلیغ کے لئے شہر کے مختلف حصوں کی تعیین کر کے ایک ایک حصہ میں ایک ایک گروپ بھیج دیا جائے۔

۳ - گروپ کا انچارج اپنے حصہ میں حسب حالات اکٹھے یا علیحدہ علیحدہ تبلیغ کا کام کرائے

۴ - ہر گروپ کے پاس مناسب لٹریچر ہونا چاہئے۔ جو زبانی بات چیت کے بعد ایسے افراد کو دیا جائے کہ جو حق کے متلاشی ہوں یا دلچسپی کا اظہار کریں۔

۵ - تبلیغ کا کام کر کے ہر گروپ کا انچارج اپنی تبلیغی رپورٹ سیکرٹری صاحب تبلیغ کو دے جو جملہ رپورٹوں کو یکجا کر کے ایک نقل نظارت دعوت و تبلیغ کو بھجوا دیں۔

۶ - جن جماعتوں کے پاس لٹریچر نہ ہو وہ ضروری لٹریچر نظارت ہذا سے منگوا لیں اور لٹریچر کے مطالبہ کے ساتھ ڈاک خرچ اور مناسب قیمت لٹریچر بھی بھجوا دیں کیونکہ اس وقت بہت سا لٹریچر قابل اشاعت باقی ہے اور نشر و اشاعت کو صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مشروط بہ آمد قرار دیا ہے۔

۷ - اللہ تعالٰی کے فضلوں کو جذب کرنے کا بہترین ذریعہ دعا ہے۔ پس مذکورۃ الصدر طریق پر تبلیغی پروگرام کے ساتھ احباب جماعت دعاؤں کا التزام بھی رکھیں کہ اے مقلب القلوب خدا اپنے بندوں کے دلوں کو اپنی رضا کی راہ کی طرف پھیر دے تاکہ یہ نیک عمل کر کے تیرے فضلوں کے وارث ہوں۔ آمین۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

لائبریریوں کے لئے اخبارات

نظارت کی طرف سے کچھ لائبریریوں کے نام روزنامہ الفضل اور کچھ کے نام خطبہ نمبر الفضل اور کچھ کے نام بدر جاری کرنے کی تجویز ہے۔ احباب اطلاع دیں کہ ان کی جانب میں ان کے ہاں کس لائبریری کے نام کونسا اخبار جاری کرانا مناسب ہوگا۔ اخبار ایسی لائبریری کے نام جاری کرایا جائے جو دیگر اخبارات کے ساتھ اخبار کو ٹیبل پر رکھے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

نیا مالی سال اور ہماری ذمہ داریاں

بجٹ سال رواں کی سہ ماہی اول گذر چکی ہے احباب جماعت و عہدیداران کی توجہ کیلئے

ہمارا نیا مالی سال یکم مئی ۱۹۵۹ء کو شروع ہوا تھا اور بجٹ سال رواں کی سہ ماہی اول امور جولائی کو ختم ہو چکی ہے۔ لیکن ہندوستان کی بہت سی جماعتوں اور متعدد افراد کے ذمہ گذشتہ بقایا کی کثیر رقوم کے علاوہ اس نئے مالی سال کی سہ ماہی اول کے نسبتی بجٹ کے چندہ جات بھی تا حال قابل وصول ہیں۔ اور اگر عہدیداران پوری ذمہ داری سے نسبتی بجٹ کو ملحوظ رکھتے ہوئے چندوں کی وصولی کا اہتمام کریں۔ اور احباب جماعت بھی وعدہ بیعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے از خود چندوں کی رقوم ادا کر دیا کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ افراد یا جماعتوں کے ذمہ بقایا میں زیادتی ہوتی جائے۔ اور مرکز کو اپنے کام جاری رکھنے میں پے در پے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ چونکہ بجٹ کے مطابق چندہ جات وصول نہیں ہوتے اس لئے مرکز کو تبلیغی تربیتی۔ انتظامی اور دیگر ضروریات کو جاری رکھنے میں مشکلات پیش آرہی ہیں۔ اور اخراجات کے بار اور آمد کے تقلیل ہونے کے باعث اس وقت تک صدر انجمن احمدیہ ہزاروں روپیہ کی مقروض ہو چکی ہے

احباب کو بخوبی علم ہے کہ اس وقت جماعت احمدیہ خاص حالات اور غیر معمولی دور میں سے گذر رہی ہے اور جماعت کی روز افزوں ترقی اور سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات اس امر کی مقتضی ہیں کہ جماعت کا ہر فرد مالی قربانیوں میں حصہ لے کر اپنے ایمان اور اخلاص کا عملی ثبوت دے۔ ہمارے اخلاص اور قربانی کا اعلیٰ نمونہ اللہ تعالٰی کے فضل کو جذب کر کے ہمیں جلد کامیابی اور ترقی کے دروازے تک پہنچا سکتا ہے اور ہماری معمولی سی کوتاہی ہم

ہم۔ اور فرائض سے عدم توجہی اللہ تعالٰی کی ناراضگی کا موجب بن کر جماعت کی ترقی اور روحانی کامیابی کے دن کو پیچھے ڈال سکتی ہے۔

پس ضروری ہے کہ ہم میں سے عہدیداران جماعت ہوں یا احباب ہر ایک اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کر کے مالی فرائض کی ادائیگی کی طرف پوری طرح متوجہ ہوں اور کوئی فرد یا کوئی جماعت بقایا دار نہ رہے۔ اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمات سلسلہ کی توفیق عطا کر کے اُن راہوں پر چلائے۔ جو اس کے فضل اور رضا کی راہیں ہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

چولی دامن کا ساتھ

بقیہ صفحہ ۲

تکبر اور منافرت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچے گی۔ اور کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اُٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اُسی کو کاٹتا ہے۔ آپ لوگ بفضلہ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے۔ اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازت آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے۔ پس اس دشوار گذار راہ کے لئے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے۔ اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچا دے۔

ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے۔ جبکہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلاء نازل ہو رہے ہیں۔ زلزلے آرہے ہیں۔ قحط پڑ رہا ہے۔ اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ وہ بھی یہی ہے کہ اگر دُنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی۔ اور بُرے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی۔ تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیری مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ سو اے ہموطنو! بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ۔ اور چاہیے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کر لیں۔ اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے جو وہ صلح کی مانع ہو اس زیادتی کو قوم چھوڑ دے۔ ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اسی قوم کی گردن پر ہوگا۔"

پس مبارک ہے وہ شخص جو ان باتوں کو غور سے پڑھتا اور ان کو دل میں جگہ دیتا ہے!!

ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر کی تقریر

(بقیہ صفحہ نمبر ۹)

شدہ مضمون اور جیمز مچنر کے اس مضمون کا خاص طور پر ذکر کیا۔ جو ایڈرز ڈائجسٹ میں Islam -The misunderstood Religion کے نام سے شائع ہوا تھا آپ نے بتایا یہ دونوں مضامین بہت ہمدردانہ نقطۂ نظر سے لکھے گئے تھے۔ نہ صرف امریکہ میں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں کروڑوں کروڑ انسانوں نے ان کا مطالعہ کیا اور یہ بفضلہ تعالیٰ اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالہ کا باعث بنے۔ آپ نے مزید بتایا کہ رسالوں میں شائع ہونے والے مضامین کے علاوہ اب وہاں گہری تحقیق اور ریسرچ کے بعد اسلام پر جو کتابیں شائع ہو رہی ہیں وہ خود اس بات کا ایک بین ثبوت ہیں۔ کہ امریکہ میں اسلام کے خلاف جو اندھا تعصب پایا جاتا تھا۔ وہ اب نہ صرف دور ہو رہا ہے بلکہ اہل امریکہ کی اسلام کے متعلق دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے۔ (باقی)

(الفضل ۲۸ر جولائی ۱۹۵۹ء)

جناب سردار گورپورن سنگھ سابق ایس۔پی گورداسپور کو صدمہ

جناب سردار گورپورن سنگھ صاحب سابق ایس۔پی گورداسپور حال ایس۔پی گوڑگاؤں کے والد ماجد ایک حادثہ کے نتیجہ میں وفات پا گئے۔ اس صدمہ میں جناب ناظر صاحب امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جماعت کی طرف سے اظہار تعزیت کیا۔ جناب سردار صاحب نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل چٹھی لکھی:۔

پولیس ہاؤس گوڑگاؤں مورخہ ۳۰ر جولائی ۱۹۵۹ء

میرے پیارے راجیکی صاحب۔

میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں کہ آپ نے میرے والد صاحب کی بے وقت اور اچانک وفات پر اظہار ہمدردی فرمایا۔

رشتہ داروں اور آپ جیسے دوستوں کی ہمدردی سے مجھے اس ناقابل تلافی صدمہ کو برداشت کرنے کی قوت ملی ہے!!

آپ کا مخلص
گورپورن سنگھ

اس صدمہ میں ہم جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب باجوہ کی خدمت میں بھی اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

احباب جماعت ہائے کشمیر توجہ فرمائیں!

(از جناب ناظر صاحب امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

ریاست کشمیر و جموں میں جو سیلاب حال میں آئے ہیں ان کی وجہ سے بے اندازہ مالی و جانی نقصان ریاست کے باشندوں کو پہنچا ہے جس کی تلافی کے لئے حکومت کی طرف سے تو جدوجہد ہو رہی ہے۔ لیکن ایسے عظیم نقصان میں صرف سرکاری امداد و تعاون کافی نہیں۔ بلکہ ریاست کے باشندوں کی رضاکارانہ خدمات کی بھی ضرورت ہے۔ لہٰذا احباب جماعت ہائے کشمیر کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ خدمت خلق کے جذبہ سے معمور ہو کر جس طرح پہلے ملکی اور قومی خدمات بجا لاتے رہے ہیں۔ اس مصیبت میں بھی رضاکارانہ طور پر تعمیری کاموں میں امداد فرمائیں تاکہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ احباب کو اس کی توفیق دے ✱ (ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان)

اعلان برائے جماعت ہائے احمدیہ پونچھ

چار کوٹ میں مورخہ ۷-۸-۹ راگست کو جلسہ ہوگا جس میں مرکزی وفد کے ممبران کرام کے علاوہ مبلغین سلسلہ احمدیہ اور دیگر مقرر حضرات تبلیغی و تربیتی تقریریں کریں گے۔ جماعت ہائے پونچھ کے زیادہ سے زیادہ احباب اس میں شامل ہوں اور اپنے غیر احمدی دوستوں عزیزوں کو بھی لائیں۔

احباب موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں

شیخ حمید اللہ مبلغ جماعت احمدیہ علاقہ پونچھ ساکن چار کوٹ۔

ضرورت رشتہ

مجھے اپنی لڑکی شاہدہ بیگم کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی کی عمر ۱۵ سال ہے اور امور خانہ داری سے واقف اور گھریلو تعلیم یافتہ ہے خط و کتابت حسب ذیل پتہ کی جائے۔

عبد الرزاق پروپرائٹر جنتا ریڈیو سروس گونڈہ یو۔پی

وقفِ ایام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو کئی مرتبہ اس طرف توجہ دلائی ہے کہ رخصتوں اور تعطیلات کے ایام میں تبلیغ کے لئے کچھ دن وقف کر کے تبلیغ کی جائے اور اس تحریک کا نام حضور نے "وقفِ ایام" رکھا ہے۔

اس تحریک کے ماتحت احباب کو زیادہ سے زیادہ ایام وقف کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو دوست اس سکیم کے ماتحت اپنے ایام وقف کریں انکی تفصیل دفتر ہذا میں بھجوائی جائے تاکہ ان کو ضروری ہدایات اور لٹریچر بھجوایا جا سکے اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

زکوٰۃ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو مگر ادا نہ کی جائے بلکہ زکوٰۃ کا حصہ اس میں شامل رہنے دیا جائے وہ دوسرے مال کو بھی تباہ کر دے گا۔ اگر احباب جماعت زکوٰۃ کے بارہ میں محاسبہ کرتے رہیں تو ہر گھر سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ ناظر بیت المال قادیان